حالات کے تناظر میں "تاج الفقہا" سے لیا گیا ایک انٹرویو کا مجموعہ

بنام

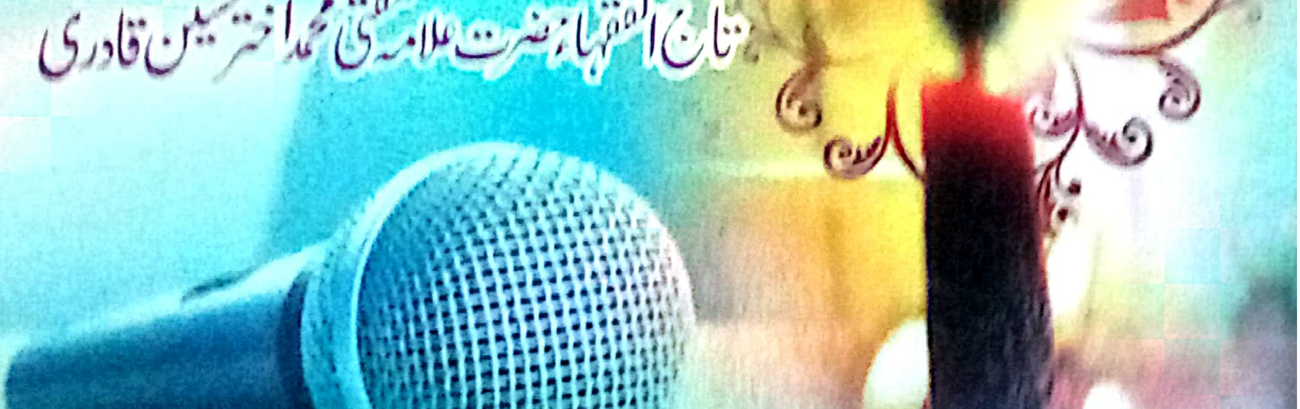
فکرِ امروز

سائل

مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی

مجیب

تاج الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری



الجامعۃ الرضویہ

مغلپورہ

تاج الفقہا اکابرین کی نظر میں

- حضرت مولانا محمد اختر حسین قادری صاحب جماعت اہلسنت کے معتمد اور ممتاز عالم دین ہیں۔

(تاج الشریعہ قدس سرہٗ)

- عزیزم (مفتی اختر حسین قادری کے اندر) فقہ اسلامی سے دلچسپی اور امت مسلمہ کے سامنے درپیش مسائل حل کرنے کی فکری صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔

(حضور فقیہ ملت قدس سرہٗ)

- مفتی صاحب موصوف بہت متدین ومحتاط اور متبحر عالم دین ہیں بلند پایہ محقق ومدرس ہیں۔

(محدث کبیر دام ظلہ العالی)

- میں نے فاضل جلیل القدر وفقیہ رفیع المرتبت مفتی اختر حسین قادری صاحب سلمہ کے فتاویٰ کے کئی ابواب ملاحظہ کئے مجھے ان کے صحیح ہونے میں شک نہیں میں نے ان کے فتاویٰ میں آداب افتا کی بھرپور رعایت پائی۔

(ماہر ہفت لسان علامہ عاشق الرحمٰن قدس سرہٗ)

- اس زمانہ میں ایک مفتی کے اندر جتنے اوصاف ہونا چاہئے بحمدہ تعالیٰ آپ میں سب موجود ہیں، ایک عظیم مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے ایک متکلم اور مناظر بھی ہیں۔

(امام العلما مفتی شبیر حسن رضوی قدس سرہٗ)

AL-JAMIATUR RAZVIA

Mughalpura, Patna-8

حالات کے تناظر میں ''تاج الفقہا'' سے لیا گیا ایک انٹرویو کا مجموعہ
بنام

فکرِ امروز

سائل
مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی
مدیر اعلیٰ پیغام رضا، ممبئی

مجیب
تاج الفقہاء حضرت علامہ مفتی
محمد اختر حسین قادری

(ناشر)
الجامعۃ الرضویہ
مغلپورہ پٹنہ سٹی۔۸

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : فکرِامروز

سائل : مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی

مجیب : تاج الفقہاء حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری

ناشر : الجامعۃ الرضویہ، مغلپورہ، پٹنہ سیٹی

رابطہ: 9304339389

باہتمام : مکتبہ علیمیہ، بدھیانی، خلیل آباد، سنت کبیر نگر،

سن اشاعت : صفر المظفر ۱۴۴۳ھ/ اکتوبر ۲۰۲۱ء

تعداد : ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

قیمت : ۲۵/روپے

(ملنے کے پتے)

کتب خانہ امجدیہ

۴۲۵/۷، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔٦، فون: 9810547674

مدنی کتاب گھر

۵۲۳ر مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔٦، فون: 9350134592

مکتبہ رحمانیہ رضویہ

محلہ سوداگران، بریلی شریف۔

مدیر اعلیٰ پیغام رضا کا
تاج الفقہا حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری سے طویل انٹرویو

برصغیر ہند و پاک سے اہل سنت و جماعت کے جو رسائل و جرائد نکلتے ہیں ان میں ''پیغام رضا'' ممبئی کی حیثیت مختلف جہات سے بہت ممتاز اور نمایاں ہے۔ ''پیغام رضا'' نے مذہبی، مسلکی اور جماعتی روایات سے مذاق کی کسی کوشش کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیا۔ جماعت اہل سنت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی ذات، امتیاز اور علامت تصور کی جاتی ہے۔ ان کی تعلیمات، ارشادات اور پیغامات میں اسلامی اقدار و روایات کی چودہ سو سالہ تاریخ آئینے کی طرح جھلکتی ہے۔ برصغیر میں ان کے افکار و نظریات سے ہٹ کر مذہبی شفافیت کا تصور بہت مشکل ہے۔ انہوں نے اسلامی آثار و تبرکات کو جو تحفظ فراہم کیا ہے اس کی نظیر سے کئی صدیاں خالی ہیں۔ اعلیٰ حضرت کو ہم کسی بھی زاویے سے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ انہیں نظر انداز کرنے کا عمل مذہبی، مسلکی اور جماعتی خود کشی کے مترادف ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے خلاف بعض اساطین وقت کے دلوں میں بہت دنوں سے لاوے سلگ رہے تھے۔ عوامی خوف سے ان کی زبانیں بند تھیں۔ وہ کسی موقع کی تلاش میں تھے۔ ۲۰۰۵ء کے اوائل میں ان اساطین وقت کو ''ماہ نامہ جام نور'' کی شکل میں ایک پلیٹ فارم مل گیا یا خود انہوں نے

اپنے دلوں کے بخارات نکالنے کے لیے اسے بطور پلیٹ فارم استعمال کیا۔ پھر جماعتی روایات پہ حملوں کا غیر سنجیدہ، افسوس ناک اور حیرت ناک سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس جنگ میں وہ درسگاہیں، خانقاہیں اور رفاہی اداروں نے کلیدی رول ادا کیا جن کے دستور اساسی میں اعلیٰ حضرت سے غیر مشروط وفاداری شامل ہے۔ ''حسام الحرمین'' پہ نظر ثانی ہونی چاہیے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی اصطلاح اکابرین اہل سنت کا وقتی اور جذباتی فیصلہ تھا، لفظ ''بریلوی'' جماعت اہل سنت کی پیشانی پہ بدنما داغ ہے، اعلیٰ حضرت کی تحقیقات حرف آخر نہیں اور بریلی شریف ہی مرکز اہل سنت کیوں؟ یہ اور اس طرح کے اور بھی درجنوں نعرے بلند ہونے لگے۔

جب کسی غیر محمود تحریک کو بڑوں کی پشت پناہی مل جاتی ہے تو دوسرے بڑے خاموشی میں اپنی عافیت سمجھتے ہیں گھر جل رہا تھا اور جن کے دلوں میں مذہبی درد کی آگ سلگ رہی تھی وہ خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔ ایسے نازک وقت میں ''پیغامِ رضا''، ممبئ امید کی ایک کرن بن کر نمودار ہوا۔ پھر احتساب عمل کا ایک سنجیدہ سلسلہ شروع گیا۔ ''پیغام رضا'' کا دفاعی سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک مخالفین اپنی کمین گاہوں میں روپوش نہ ہوگئے۔ مخالفین تو چھپ گئے مگر ان کے غیر شعوری عمل سے نسل نو کا ایک بڑا طبقہ جماعتی روایات کے حوالے سے شبہات کے زد میں آ گیا۔ اب وہ طبقہ کسی کو بڑا سمجھنے کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ نتیجہ کے طور پر جماعتی اتحاد کا خواب ایک سراب بن کر رہ گیا۔ مخالفین نے جو آگ لگائی ہے اس آگ کو بجھانے میں دردمندوں کو برسوں لگ جائیں گے۔

آج سے کچھ سال پہلے ہم نے ''پیغامِ رضا'' کے '' فکر و خیال نمبر'' نکالنے کا پروگرام بنایا تھا۔ نمبر کی اشاعت کا بنیادی مقصد مخالفین کی ریشہ دوانیوں کو علمائے

محتاطین کس نگاہ سے دیکھتے ہیں چونکہ مخالفین اس خوش فہمی کا شکار تھے کہ جماعت کی غالب اکثریت ہماری ہم خیال ہے۔یعنی سواد اعظم ہمارے ساتھ ہے۔

جماعت کی صحافتی تاریخ میں اب تک جو نمبرات اشاعت پذیر ہوئے ہیں ''فکرو خیال نمبر'' کا خاکہ ان سے مختلف ہے۔اس کی نوعیت 'انٹرویو' کی ہے اس سلسلے میں ہم نے ۳۰/ ۳۵/سوالات بنائے تھے۔سوالات کے جوابات کے لیے ہم نے ان علما کی ایک فہرست بنائی تھی جو عصری جبر سے نالاں ہیں، اس فہرست میں بعض وہ بھی ہیں جو مخالفین کے تعلق سے نرم گوشہ رکھتے ہیں یا ان سے خوف زدہ ہیں۔جب ہم نے علما کی خدمت میں سوالات ارسال کئے تو بعض نے ملی تقاضا سمجھتے ہوئے بر وقت سوالات کے جوابات دیئے۔مگر اکثریت نے بعض سوالات کو انتہائی خطرناک بتاتے ہوئے جواب دینے سے انکار کر دیا۔یہ ان کی اپنی سوچ تھی، حقیقت یہ ہے کہ کوئی سوال خطرناک نہیں ہے۔پھر یہ کہ ہر سوال کی جواب دہی آپ پر فرض نہیں ہے۔جس سوال سے آپ کو خطرہ محسوس ہو رہا ہے اسے نظر انداز کر سکتے ہیں۔

اب تک ایک درجن سے زائد چھوٹی بڑی شخصیات کے جوابات آ چکے ہیں، سب سے پہلا جواب حضرت علامہ مفتی وصی احمد وسیم صدیقی سابق وائس پرنسپل جامعہ اسلامیہ روناہی کا موصول ہوا۔اب تک کے جوابات سے ہم اپنے اہداف تک پہنچ نہیں پا رہے ہیں۔ہم نے جماعت کی قریب قریب پچاس شخصیات کا انتخاب کیا ہے۔جب تک ان میں سے اکثر شخصیات کے جوابات نہیں آ جاتے اس وقت تک نمبر کی اشاعت مشکل ہے۔جو لوگ جوابات دینے میں خوف کا احساس کر رہے ہیں ان کو خوف کے دائرے سے باہر نکالنے کے لیے تاج الفقہا حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری کے جوابات قارئین کی عدالت میں پیش کر رہے ہیں۔جواب سے پہلے ان کا

مختصر تعارف قارئین ملاحظہ کریں۔

تاج الفقہا حضرت مولانا مفتی محمد اختر حسین قادری سینئر مدرس وصدر مفتی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کا شمار عہد حاضر کے صف اول کے علما میں ہوتا ہے، جماعتی قیادت وسیادت کا بوجھ جن افراد وشخصیات کا منتظر ہے۔ان شخصیات میں مفتی صاحب کا اسم گرامی سرفہرست ہے، جماعت اہلسنت کو ان سے بہت ساری امیدیں اور امکانات وابستہ ہیں۔دینی، ملی اور مسلکی اختصاصات کے حوالے سے انہوں نے خود میں کبھی کوئی لچک پیدا نہیں کی۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کا یہ فرمان ہمیشہ ان کے پیش نگاہ رہا کہ

ع طیبہ میں مر کے سیدھے چلے جاؤ آنکھیں بند

ان کے مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ کا یہ شعر ان کا وظیفۂ حیات اور ان کی دعوت وتبلیغ کا نمایاں باب ہے۔

جہاں میں عام پیغامِ شہِ احمد رضا کردیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کردیں

حضرت مولانا مفتی محمد اختر حسین قادری کی ردائے حیات اخلاق نبوی ﷺ کی تابشوں سے مستنیر ہے۔ان کی سانسوں سے فقہ وفتاویٰ کی خوشبو پھوٹتی ہے، ان کے جینے کی ڈگر دوسروں سے مختلف ہے فکر رضا کی ترویج وتشہیر ان کی ترجیحات میں شامل ہے۔درسیات پر قائدانہ دسترس ہے، مختلف زبانوں کا عرفان رکھتے ہیں، ملی درد انھیں ہر وقت بے چین کیے رہتا ہے، جس بزم، جس محفل میں شرعی اصولوں کا اہتمام والتزام ہوتا ہے اس میں شرکت کو وہ عبادت تصور کرتے ہیں۔ان کی طرز حیات سے اسلاف واکابر سے بے لوث وفاداری کا اظہار واحساس ہوتا ہے، ادب ہی سے

انسان بڑا ہوتا ہے، وہ اپنے بڑوں کے حضور انتہائی مؤدب ہیں۔ بڑوں کی پر خلوص دعاؤں نے انھیں عرش نشیں بنا دیا ہے۔ دوستوں سے مسکرا کر ملنے کی روش عام ہے۔ وہ اپنے دشمنوں سے بھی مسکرا کر ملتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں حد درجہ انکسار ہے۔ لیکن باطل کے لیے ان کے زبان وقلم کی تلوار ہر وقت نیام سے باہر رہتی ہے۔ وہ جس ادارے سے وابستہ ہیں وہاں کی آب وہوا ہمیشہ ان کے خلاف رہی، اس کے باوجود انہوں نے اپنے تحفظات کو کبھی گرد آلود ہونے نہیں دیا، عظمتیں ان سے ہم آغوش ہوتی ہیں، فضیلتیں ان کا طواف کرتی ہیں اور رقابتیں ہر وقت ان سے خوف زدہ رہتی ہیں، ان کی آنکھوں میں خمار مدینہ خیمہ زن رہتا ہے، جن طاقتوں سے اصول دین کو چوٹ لگتی ہے ان طاقتوں سے انہوں نے کبھی سمجھوتا نہیں کیا، ذاتی مفادات کا ناگ کبھی ان سے قریب نہیں ہوا۔ ان کے علمی، فکری اور فقہی کروفر کا یہ عالم ہے کہ مفتی نظام الدین صاحب (جو خود کو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا ہم پلہ سمجھتے ہیں) ان کی درس گاہ میں ان کے تلامذہ کے ہجوم میں پچھلی صف میں بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں، ان کے مخالفین کا حال چاند پہ تھوکنے والوں جیسا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ مٹی سے اپنا رشتہ بنائے رکھا ہے۔ طوفانوں کی زد پہ شمع حق جلانے کا شوق ان میں کبھی کم نہیں ہوا۔ عہد حاضر میں اگر اہل ہنر کی صف بندی کی جائے تو وہ اپنے ہم عصروں میں مختلف جہات سے ممتاز نظر آئیں گے۔ مذکورہ خصوصیات ان کے ہم عصروں کے پس منظر میں کہی گئی ہیں۔ ان کی خصوصیات کی اگر تفصیل کی جائے تو ایک کتاب تیار ہو جائے۔ ان کی ذات سمندر نواز ہے۔ اب ذیل میں ان کے جوابات سے اپنے دل ونگاہ کو منور کریں۔

اہل سنت وجماعت اس وقت شدید انتشار کا شکار ہے۔ لوگ مختلف خانوں میں بٹ رہے ہیں۔ پہلے ہم غیروں کا تعاقب کیا کرتے تھے۔ لیکن اب ہمیں اپنوں کا

تعاقب کرنا پڑ رہا ہے۔بعض لوگ شعوری یا لاشعوری طور پر ایسے کام کر رہے ہیں۔ جن سے بہت ساری صداقتیں گرد آلود ہوتی جارہی ہیں۔اسلاف شناسی کے پردے میں اسلاف بیزاری کے جذبے کوفروغ دیا جارہا ہے۔قربتیں دوریوں میں تبدیل ہو رہی ہیں،اسلاف کی امانتیں شبہات کی زد میں ہیں،مذہب ومسلک کی نئی نئی تعبیریں سامنے آرہی ہیں،عوامی اعتقادات متزلزل ہورہے ہیں،نئی نسلوں کا مستقبل تاریکیوں کے گھیرے میں ہے۔آپ کا دل درد ملت سے آشنا ہے اور جماعتی صداقتیں آپ کے پیش نگاہ ہیں۔اس لئے کچھ سوالات ہم آپ کے حضور لے کر حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ کے جوابات سے ملی مفاد کی راہیں کشادہ ہوسکے۔اور کاروان ملت کو سمت سفر متعین کرنے میں آسانیاں میسر آئیں۔آپ کا نام اور کام دونوں شہرت رکھتا ہے،لیکن عوام کا ایک بڑا طبقہ آپ کے شخصی تعارف سے ناآشنا ہے،اس لئے ہم اپنے قارئین کوآپ کا مختصر مگر جامع تعارف دینا چاہتے ہیں... کیا اس حوالے سے آپ کچھ بتانا پسند کریں گے؟

سوال (۱): آپ کی تاریخ ولادت کیا ہے نیز آپ کی تعلیم وتربیت کی باضابطہ ابتدا کہاں سے ہوئی اور اس کی انتہا کیا ہے .... آپ کے قابل ذکر اساتذہ میں کون کون لوگ آتے ہیں؟

مکرمی.............................وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جزاك الله تعالی احسن الجزا

جواب (۱): میری ولادت بارہ ربیع الاول شریف بروز دوشنبہ بوقت مغرب ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۸/مئی ۱۹۷۰ء کو محلہ بدھیانی شہر خلیل آباد ضلع سنت کبیر نگر میں ہوئی۔

والد بزرگوار عالیجناب محمد ادریس مرحوم (متوفی ۲۲/رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ مطابق ۱/جون ۱۹۸۶ء بروز اتوار) ایک تجارت وزراعت پیشہ، شریف النفس انسان تھے۔ ان کی شرافت وسنجیدگی کی بنا پر آبادی کے لوگ ان کو **''صوفی صاحب''** کہہ کر پکارتے تھے۔ میری عمر پندرہ سال کے قریب تھی کہ وہ مجھے عالم دین بنانے کی تمنا لے کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ رحمہ الله تعالی رحمۃ واسعۃ والبسہ لباس المغفرۃ

میرے محلہ میں ایک دینی مکتب بنام **''مدرسہ مصباح العلوم''** قائم ہے جہاں میں نے عالیجناب محترم حافظ **محمد اسحق** صاحب قبلہ سے تعلیم کا آغاز کیا۔ اور درجۂ پرائمری کی تکمیل کی اور پھر اسی ادارہ میں درجۂ مولویت میں قدم رکھا۔ اور حضرت قاری **جیش**

محمد صاحب فاضل فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر سے پہلی فارسی وغیرہ کی تعلیم لی۔ کچھ ایام ''**مدرسہ ستاریہ معین الاسلام**'' لوہرسن بازار ضلع سنت کبیر نگر اور ''**مدرسہ حق الاسلام**'' لال گنج بازار ضلع بستی میں بھی رہا۔

مدرسہ حق الاسلام میں سالانہ امتحان لینے کے لئے شیخ المعقولات، ماہر درسیات، امام العلماء حضرت علامہ مفتی **شبیر حسن** رضوی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ (متوفی ۱۴؍ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ مطابق ۹؍دسمبر ۲۰۱۹ء) شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد کی تشریف آوری ہوئی۔ حضور والا نے میرا امتحان لیا اور فرمایا ''**تم جامعہ روناہی میں پڑھنے آؤ**'' تعمیل حکم کرتے ہوئے شوال المکرم میں روناہی پہونچا اور تقریباً چھ سال تک محنت ودلچسپی سے درس نظامی پڑھا اور اساتذہ جامعہ کی خصوصی عنایات ونوازشات سے بہرہ ور ہوا۔ کہا جاسکتا ہے کہ میری باضابطہ تعلیم وتربیت کا قیمتی وقت جامعہ روناہی میں گزرا اور آج جو کچھ علمی سرمایہ مجھے حاصل ہے وہ جامعہ روناہی کا رہین منت ہے۔

مگر یہ کرشمہ قدرت ہے کہ سال فضیلت میں ادارہ کے بعض طلبہ کا آبادی کے کچھ لڑکوں سے کھیل کود کے معاملہ میں **اختلاف** ہوگیا نوبت جنگ وجدال تک پہونچ گئی اور پھر حالات اس قدر خراب ہوئے کہ تمام طلبہ ادارہ چھوڑ کر چلے گئے۔

غالباً ۱۴؍محرم الحرام ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۸۹ء کی تاریخ میں یہ افسوس ناک حادثہ پیش آیا تھا۔ طلبہ نے اپنی اپنی پسند اور صواب دید کے مطابق مختلف اداروں کا رخ کرلیا اور میں نے دار العلوم اہل سنت علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی میں داخلہ لیا جہاں شیخ القرآن علامہ **عبد اللہ خان** عزیزی علیہ الرحمہ نے ماہر اساتذہ کے ساتھ بساط علم بچھا رکھی تھی۔

میری یادداشت کے مطابق ماہ صفر المظفر کی ابتدائی تاریخ میں دار العلوم علیمیہ میں داخلہ ہوا چند اسباق ہوئے تھے کہ ششماہی امتحان کی تیاری کے پیش نظر تعلیم موقوف ہوگئی ۔اب میرے لئے مشکل مرحلہ یہ تھا کہ یہاں کے نصاب میں داخل بعض کتابیں میں نے بالکل نہیں پڑھی تھیں ۔ان میں **حمد اللہ** اور **دیوان حماسہ** قابل ذکر ہیں ۔مگر میں نے اساتذہ کرام کے فیضان سے ان کتابوں کا امتحان دینے کے لئے خود کو تیار کرلیا۔اور پھر اپنے مطالعہ اور محنت کی بدولت فرسٹ ڈویزن سے پاس ہوا۔

میرے اس اعلی درجہ سے کامیابی پر حضرت شیخ القرآن علیہ الرحمہ بہت مسرور ہوئے اور اپنے خاص تلامذہ میں شامل فرمالیا۔دار العلوم علیمیہ جمداشاہی میں سالانہ امتحان لینے کے لئے استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ''**محمد شفیع**'' علیہ الرحمہ مبارکپوری قاضی شریعت ضلع اعظم گڑھ کا ورود مسعود ہوا۔آپ نے بخاری شریف ،مسلم شریف اور مسلم الثبوت کا بزبان عربی امتحان لیا جس میں مجھے اور میرے رفیق درس محترم حضرت مولانا ''**شاہ عالم نورانی**'' مہراجگنجوی صاحب زیدمجدہ کو سوسونمبر عطا فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔

۲۴ رشوال المکرم ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۰ رمئی ۱۹۹۰ء بروز اتوار ادارہ کا جلسہ دستار بندی منعقد ہوا جس میں ''**ختم بخاری شریف**'' کی مبارک رسم ادا کرنے کی غرض سے نائب مفتئ اعظم ہند شارح بخاری حضرت علامہ مفتی ''**محمد شریف الحق**'' امجدی علیہ الرحمہ اور اشرف العلماء حضرت علامہ ''**سید حامد اشرف**'' کچھوچھوی بانی دار العلوم محمدیہ ممبئ رونق افروز ہوئے بعد نماز عصر ''**نورانی مسجد**'' کے صحن میں مجلس ختم بخاری سجائی گئی اور اسی شب میں بے شمار علمائے کرام کی موجودگی میں جبہ و دستار فضیلت سے سرفراز ہوا۔فللہ الحمد حمداکثیرا

میرے تمام اساتذہ قابل تعظیم واحترام اور اپنی اپنی جگہ پر لائق ذکر ہیں۔ان میں بعض اس دار فانی سے کوچ کر گئے رب قدیر ان کی تربت پر رحمت ومغفرت کی موسلا دھار بارش فرمائے اوران کے فیوض وبرکات سے عالم اسلام کو حصہ بخشے۔آمین

ان میں مشہورترین شخصیات کے طور پر استاذ العلماء حضرت علامہ **محمد نعمان خان** قادری، شیخ القرآن حضرت علامہ **عبداللہ خان** عزیزی، امام العلماء حضرت علامہ **مفتی شبیر حسن** رضوی علیہم الرحمۃ والرضوان ہیں۔

اور جن نفوس مبارکہ کا سایہ کرم ظاہری زیبائش کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔ان میں مشاہیر اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) استاذ العلماء مفکر ملت علامہ **وصی احمد وسیم** صدیقی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی گوپال گنجوی سابق نائب صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ روناہی

(۲) پیکر شفقت علامہ **محمد ایوب** رضوی، بستوی صاحب قبلہ دام مجدہم سابق صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ روناہی

(۳) زینت درسگاہ علامہ بخش اللہ صاحب قادری صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ روناہی

(۴) استاذ الاساتذہ علامہ **محمد اقبال** قادری صاحب قبلہ دامت فیوضہم مہراج گنجوی صدر المدسین نور الحق چرہ محمد پور فیض آباد

سوال (۲): آپ کے اساتذہ میں اپنے وقت کی اہم اہم شخصیات ملتی ہیں ان میں آپ کن شخصیات سے زیادہ متاثر ہیں اور متاثر ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

جواب (۲) : یوں تو میرے تمام اساتذۂ کرام نے مجھے اپنی شفقتوں اور عنایتوں سے نوازا اور میری زندگی کی آرائش وزیبائش میں حصہ لیا مگر استاذ مکرم شیخ المعقولات ماہر درسیات شیدائے اعلی حضرت امام العلماء حضرت علامہ مفتی **شبیر حسن** رضوی نور اللہ مرقدہ کی بافیض ذات نے میری زندگی کے ہر نشیب وفراز میں رہنمائی فرمائی اور ذرہ کو آفتاب بنانے میں مثالی کردار ادا کیا، میرے دل ودماغ کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والی شخصیت کا مبارک نام امام العلماء مفتی **شبیر حسن** رضوی ہے۔

میری دانست کے مطابق ایک کامیاب اور باکمال معلم واستاذ کے لئے ضروری ہے کہ اس کا کردار وعمل اس کے علم کی شہادت دے اس کے اندر خوف خدا، عشق مصطفی ،احترام اولیا، تعظیم علما، محبت اسلاف ،حسن اخلاق ،تواضع وانکسار ،تصلب دینی ،حمایت حق ،خلوص نیت، مستقل مزاجی، بلند ہمتی ،قوت تفہیم ،مہارت تدریس، اور شخص کو شخصیت بنانے کا ہنر پایا جاتا ہو۔اور بلا مبالغہ یہ اوصاف وکمالات امام العلماء حضرت علامہ مفتی **شبیر حسن** رضوی علیہ الرحمہ میں خوب نمایاں تھے۔یہی وہ اسباب ہیں کہ مجھ جیسے ہزاروں طلبہ اس شخصیت سے متاثر ہوئے۔

علاوہ ازیں امام العلماء کی ایک تدریسی خوبی اور تعلیمی امتیاز یہ بھی تھا کہ کسی بھی فن کی کتاب کا درس ہو اسے تحقیقات رضویہ کے جلوؤں سے روشن ودرخشندہ کر دیتے۔ بلفظ دیگر فیضان رضا کے چھلکتے جام بھی عطا فرماتے رہتے تھے۔فضلائے جامعہ میں ''مسلک اعلی حضرت'' اور ''اعلی حضرت'' کی عقیدت ومحبت کا جو نور نظر آتا ہے اس میں آپ کی مساعی جمیلہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

سوال (۳) آپ کے پاس تجربات بھی ہیں اور مشاہدات بھی۔آپ نے

بہت ساری اکابر شخصیات کو دیکھا بھی ہے اور ان کی صحبت سے فیضیاب بھی ہوئے ہیں۔فیض یافتہ شخصیات میں کس شخصیت نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے؟

جواب (۳) یہ سچ ہے کہ مجھے بے شمار اکابر اسلام اور اساطین ملت کی زیارت وصحبت کا شرف حاصل ہے جن میں سلطان الواعظین حضرت علامہ **عبدالمصطفی اعظمی**، بدر ملت علامہ **بدر الدین احمد رضوی**، شیخ المعقولات علامہ **نعیم الدین رضوی**، احسن العلماء علامہ **سید مصطفی حیدر حسن قادری، برکاتی**، استاذ الاساتذہ **علامہ اعجاز احمد قادری ادروی**، خطیب البراہین علامہ **صوفی نظام الدین** قادری، رضوی، ممتاز العلماء علامہ **کاظم علی** عزیزی، فقیہ ملت مفتی **جلال الدین احمد** امجدی، ریحان ملت علامہ **ریحان رضا خان** قادری، صدر العلماء **علامہ تحسین رضا خان** قادری، شہزادۂ برہان ملت علامہ **محمود احمد** قادری، جبلپوری، سیاح ایشیا و یورپ علامہ **سید مظہر ربانی** باندوی، شارح بخاری علامہ مفتی **شریف الحق** امجدی، قاضی ملت قاضی **عبد الرحیم** بستوی، رئیس القلم علامہ **ارشد القادری**، علامہ **سید وجاہت رسول** قادری، کراچی، تاج الشریعہ علامہ مفتی **محمد اختر رضا** قادری، ازہری، مشاہد ملت علامہ **مشاہد رضا** قادری، حشمتی، مجاہد دوراں علامہ **سید مظفر حسین** کچھوچھوی، بلبل ہند مفتی **رجب علی** نانپاروی، تلمیذ صدر الشریعہ علامہ **سید ظہیر احمد** زیدی علیہم الرحمہ اور بقید حیات موجود حضرات میں ممتاز الفقہاء، محدث کبیر علامہ **ضیاء المصطفی** قادری صاحب قبلہ، وحید الزمان علامہ **عاشق الرحمن** صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے اسمائے گرامی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

ان نفوس قدسیہ میں فقیہ ملت علامہ مفتی **جلال الدین احمد** امجدی اور مرشد کریم تاج الشریعہ علامہ مفتی **محمد اختر رضا** قادری ازہری علیہما الرحمہ اور ممتاز الفقہاء محدث کبیر

علامہ ضیاءالمصطفی قادری نائب قاضی القضاۃ فی الہند دام ظلہ العالی کی شخصیت نے متعدد جہتوں سے مجھے متاثر کیا ہے۔

سوال (۴): ہندوستان میں مدارس کا جال پھیلا ہوا ہے کل کی بنسبت آج مدارس میں سہولتیں زیادہ ہیں پھر بھی تعلیم وتربیت کا معیار پہلے جیسا نہیں ہے۔ پہلے مدارس سے جو بچے نکلتے تھے ان میں دین کی تڑپ ہوا کرتی تھی ان میں تصلب بھی ہوا کرتا تھا۔لیکن آج جو بچے نکلتے ہیں ان میں نہ وہ تڑپ ہوتی ہے اور نہ وہ تصلب بلکہ ان میں دینی قدروں سے الجھنے کا رجحان تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے۔جن کے دلوں میں دینی روایات کے احترام کا چراغ جل رہا ہے ایسے بچوں کی تعداد بہت کم ہے آخراس کے اسباب کیا ہیں؟ اور ایسا کیوں ہورہا ہے؟

جواب (۴): اس وقت عالمی پیمانے پر اخلاقی اقدار میں گراوٹ آ گئی ہے اور مادہ پرستی کی جڑیں مضبوط ہو چکی ہیں ،محبت دنیا نے ساری پاکیزہ قدروں کو پامال کر دیا ہے۔فرمایا گیا ہے ”حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ “(اخرجہ البیہقی فی الشعب مرسلاعن الحسن)اس زہریلی ہوا سے مدارس عربیہ بھی متاثر ہو گئے ہیں۔ماضی کے اساتذہ میں علمی فروغ اور اشاعت اسلام وسنیت کا جذبہ وافر مقدار میں رہتا تھا،وہ پوری یکسوئی ،دلچسپی اور محنت ولگن کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیتے تھے ،ان کے علم وعمل میں ہم آہنگی اور زندگی میں اخلاص وتقوی ہوتا تھا وہ محض حصول زر اور وصول مشاہرہ کے نظریہ سے نہیں پڑھاتے تھے۔وہ کبھی علم کو کسی ادنی مقصد کے لئے استعمال نہیں کرتے تھے اپنی دینی خدمات کو تحصیل دنیا کا ذریعہ قرار نہیں دیتے

تھے۔ بلکہ طلبہ کو دین کی دعوت وتبلیغ کے لئے تیار کرتے ،ان کی سیرت وصورت کو کتاب وسنت کے ارشادات کا شاندار اور بے غبار آئینہ بناتے ،انہیں علم وآگہی کی عظیم دولت عطا کرنے کے ساتھ خلوص وللّٰہیت کے سانچے میں ڈھالتے ۔گویا ان کی تمام تر علمی سرگرمیوں کا مقصد اشاعت دین تھا جب کہ آج نظام میکدہ اس قدر بگڑ گیا ہے کہ الامان الحفیظ۔

مجھ سے ایک مرتبہ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی **عبدالمنان اعظمی** قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ''**مولانا**!ارشاد خداوندی ہے''لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا''(پارہ ١،سورۃ البقرۃ،ع ٤،آیت ٤١)میری آیتوں کوتھوڑے پیسے کےعوض مت بیچو۔

مگرافسوس کی بات یہ ہے کہ ایک خانقاہ کے سجادہ نشیں تقریر کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ جس علم سے روزی روٹی کا بندوبست نہ ہومیرے نزدیک وہ علم جائز ہی نہیں ہے۔اب بتائیے کیا کیا جائے؟''۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اب مدارس میں ایسے اساتذہ کم رہ گئے ہیں جوصحیح معنیٰ میں شخصیت سازی کا کردار ادا کرسکیں۔خلوص کی جگہ فلوس،دین کے بجائے دنیا،علم دوستی کے بدلے تن پروری،خدمت خلق کی جگہ جذبۂ زراندوزی اوراصلاح امت کی فکر کے بجائے رجسٹر کی اصلاح اوراس کی خانہ پری نے لے لی ہے اور مسند تدریس پر اکثر وبیشتر وہ حضرات جلوہ فرما ہیں جن کے لئے کہا جاسکتا ہے۔ ع

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

یہاں اس حقیقت کا اظہار بھی کردوں کہ اکثر مدارس کے منیجر حضرات کی نااہلی اور دین سے دوری کے ساتھ ساتھ جذبۂ کنبہ پروری نے بھی خانہ خراب کرنے میں نہایت اہم رول ادا کیا ہے۔ ے

مجھے دعوی نہیں تنہا مدرس نے بگاڑا ہے
منیجر اور کمیٹی نے بھی یہ گلشن اجاڑا ہے

سوال (۵): علوم کی یوں تو بہت قسمیں ہیں لیکن عام طور پر انہیں دوخانوں میں بانٹا جاتا ہے۔ دینی علوم اور عصری علوم۔ پہلے مدارس میں صرف دینی علوم پڑھائے جاتے تھے مگر آج اکثر مدارس میں دینی وعصری دونوں قسم کے علوم کی بہتر سہولتیں ہیں۔ اس کے باوجود پہلے جو بچے مدارس سے نکلتے تھے ان میں دین کے خلاف ہر طرح کے چیلنج کو قبول کرنے کی بھرپور صلاحیت ہوتی تھی۔ لیکن آج ایسا نہیں ہے بلکہ جو بچے مدارس سے نکل کر عصری جامعات میں جارہے ہیں ان کا دین سے رشتہ برائے نام رہ جاتا ہے ایسا کیوں؟

جواب (۵): اولاً اس امر کی وضاحت کردوں کہ ائمہ اسلام نے بنیادی طور پر صرف تین علوم کو دینی علم قرار دیا ہے (۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) علم فقہ۔ ان کے علاوہ جو علوم ہیں ان تینوں کے ممد ومعاون ہیں اور وہ بالتبع علوم دینیہ میں شمار ہوتے ہیں۔ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

کل العلوم سوی القرآن مشغلۃ
الا الحدیث والاالفقہ فی الدین

سیدنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ ایک حدیث مبارک کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

''فریضۃ عادلۃ فریضہ کہ مثل وعدیل کتاب وسنت است اشارۃ ست باجماع

وقیاس کہ مستند ومستنبط اندازاں''

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃً جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط خواہ وساطۃً مثلاً نحو وصرف ومعانی و بیان کہ فی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن وحدیث کے لئے وسیلہ ہیں''(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۶)

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

''نفس منطق ایک علم آلی وخادم علم اعلی الاعالی ہے اسی طرح بہت سے اجزائے حکمت ان میں بعض بلا واسطہ بعض بالواسطہ امور دینیہ میں نافع ومعین اور بعض دیگر دنیا میں بکار آمد ہیں''(ملخصا ج ۹، ص ۸۲)

اساطین امت کے ان ارشادات سے روشن ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ کا علم ہی دینی علم ہے باقی جو علوم ہیں وہ دنیوی ہیں البتہ ان میں جو علوم قرآن وحدیث اور فقہ کی تحصیل کے لئے مقدمہ اور پیش لفظ کی حیثیت رکھتے ہیں ان کو بالواسطہ علوم دینیہ میں شامل مانا جاتا ہے جیسے نحو وصرف اور منطق وفلسفہ کے بعض مباحث اور مسائل اور جغرافیہ وحساب وغیرہ کے بعض ابحاث وتفصیلات۔

اس وضاحت کے بعد عرض ہے کہ ماضی میں مدارس کے اندر بلکہ اسلام کے دور عروج سے ہی قرآن وحدیث اور فقہ کے ساتھ دیگر علوم وفنون کی بھی تعلیم دی جاتی رہی ہے اور حالاتِ زمانہ کے اعتبار سے ان میں ترجیحاتی عمل بھی پایا جاتا رہا ہے مثلا دورِ تابعین میں فرقۂ معتزلہ وغیرہ کے وجود کے سبب منطق وفلسفہ کو ترجیحات علمیہ کے دائرہ میں لایا گیا پھر بعد کے ادوار میں ان علوم کا رنگ ایسا غالب ہوا کہ تفسیر قرآن

وتشریح حدیث اور تبیین فقہ اور توضیح اصول فقہ غرضیکہ بے شمار علوم میں منطق وفلسفہ کی آمیزش ہوگئی۔ سیدنا امام رازی قدس سرہ کی **تفسیر کبیر**، علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ کی **عمدۃ القاری**، سیدنا امام مرغینانی علیہ الرحمہ کی **ہدایہ**، علامہ ملا محب اللہ بہاری علیہ الرحمہ کی **مسلم الثبوت**، بحر العلوم علامہ عبد العلی فرنگی محلی قدس سرہ کی **فواتح الرحموت** اور شیخ الاسلام والمسلمین مجدد دین وملت سیدنا **امام احمد رضا** قادری، بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کی کتاب مستطاب فتاوی رضویہ کے مطالعہ سے اس حقیقت کو جانا جاسکتا ہے۔ یونہی حضرت ملا جامی قدس سرہ کی **شرح جامی**، علامہ ابن حاجب علیہ الرحمہ کی **شافیہ**، علامہ سعدالدین تفتازانی قدس سرہ کی **مختصر المعانی** اور **شرح عقائد** وغیرہ درجنوں درسی کتب پڑھنے پڑھانے والوں پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے

باضابطہ ابتدائی دور درس وتدریس سے لیکر آج تک مدارس میں تقریباً وہی کتابیں جزوی ترمیم کے ساتھ چل رہی ہیں بلکہ چند سال بہ بیشتر درس عالیہ کے نام سے ایک نصاب مرتب کیا گیا جس کو دینی اور دنیوی علوم کے حاملین نے بڑی محنت وجانفشانی اور دماغ سوزی سے تیار کیا اور بعض حضرات نے درس نظامی میں بھی متعدد کتب کا حذف واضافہ کیا مگر دونوں جدید نصابوں میں وہ تمام کتابیں داخل ہیں جو ماضی میں پڑھائی جاتی تھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم کے درمیان آج بھی یہ امر مسلم ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیم کے لئے صدیوں قبل تصنیف کردہ کتابیں ہی کار آمد اور مفید تر ہیں اور صحیح طور سے شعور وآگہی کی روشنی انہیں سے حاصل ہوگی ع

وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

مگر افسوس ناک بات یہ ہے کہ بعض ناتجربہ کار اور علم دشمن حضرات نے استاذ اور معلم کے بھیس میں درسگاہوں میں بیٹھ کر طلبہ کا یہ ذہن بنانا شروع کر دیا ہے کہ اب نہ

ان فنون کی ضرورت ہے اور نہ ان کتابوں کی۔ان حضرات نے جدت کے نام پر تحقیقی وتدقیقی مزاج اور علمی وفنی دل ودماغ کو اصل سرمایۂ علم وحکمت سے دور کر دیا ہے اور زبان کوفن سمجھانے کی نامسعود جدو جہد کرنے میں اپنا وقت لگانا شروع کر دیا ہے جبکہ ادنیٰ علم وشعور رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ فن الگ چیز ہے اور زبان الگ چیز ہے فن کا اظہار زبان سے ہوگا۔فن ہی نہ رہے گا تو کس چیز کا اظہار ہوگا۔ایک انگریز موچی اور ایک عربی باورچی بیشک انگریزی اور عربی میں کلام کریں گے لیکن وہ وحدانیت ورسالت اور نبوت وولایت کے حوالہ سے گفتگو ہرگز نہیں کر سکتے۔کیوں کہ ان کے پاس زبان ہے مگر فن نہیں ہے۔یونہی کوئی فصیح وبلیغ عربی دان اگر تفسیر وحدیث اور فقہ کے ساتھ اس کے لوازمات علمیہ سے نابلد ہوگا یونہی علم عقائد اور اس میں داخل معقولی مسائل سے بیزار ہوگا تو ممکن ہے کہ داخل درس کتاب **تفسیر بیضاوی**، **ہدایہ**، **مختصر المعانی**، **نور الانوار**، **توضیح وتلویح**، **مسلم الثبوت**، **فواتح الرحموت**، **شرح عقائد**، **المعتقد المنتقد** اور **شرح جامی** کا ترجمہ کر لے مگر یہ سچی اور واقعی اور اٹل حقیقت ہے کہ وہ شخص ان کتابوں کو نہ خود سمجھ سکتا ہے اور نہ سمجھا سکتا ہے۔اب ایسے لوگ اپنے عجز وقصور اور بے مائیگی کی پردہ پوشی کے لئے ان کتابوں کو بے وقعت کرنے لگتے ہیں اور طلبہ کے سادہ ذہن کو جدت کے نام سے رنگین کر دیتے ہیں نتیجتاً اصل علم وحکمت کی قدر ومنزلت ان کے دل ودماغ سے نکل جاتی ہے وہ نو دس سال مدرسے میں پڑھنے کے باوجود اسلام کی اہم تعلیمات اور اسلاف کی امانتوں کا امین نہیں بن پاتے اور معتقدات ومعمولات اسلام وسنیت سے بے خبر رہتے ہیں ہاں لیپ ٹاپ اور کمپیوٹر چلانے اور غیر ضروری کاموں میں دلچسپی لینے کا ہنر ضرور سیکھ لے رہے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اب اکثر اداروں میں ایسے اساتذہ پڑھانے لگے ہیں جو علم

دین اور اسلام کی حقیقی روح سے خالی ہیں اور کسی شخص کو دینی شخصیت بنانے کے بجائے آزادخیال، دین بیزاراوردنیادار بنانے کا کام کررہے ہیں۔جس کا وبال پوری قوم اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔اسی لئے فرمایا گیا ہے!

''اِنَّ ھٰذَاالْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ''

(صحیح مسلم،مقدمہ)

ترجمہ: بے شک یہ علم ،تمہارادین ہے تو غور سے دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس سے حاصل کررہے ہو۔ بلفظ مختصر یہ کہا جاسکتا ہے جیسا استاذ ویسا شاگرد، جیسا مکین ویسا مکان اور جیسی چیز ویسی قیمت۔

چونکہ طلبہ اپنے اساتذہ سے ہی کوئی فکراورنظریہ حاصل کرتے ہیں اورانہیں کے علوم کے وارث وامین ہوتے ہیں۔اس لئے اساتذہ جس معیار کے ہوتے ہیں طلبہ بھی اسی طرح نکلتے ہیں۔

ہاں!اس حقیقت سے بھی انکارنہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت طلبہ کے اندر دینی لگن ،محنت ومشقت کا جذبہ، جانفشانی ودماغ سوزی کی ہمت اور اشاعت اسلام وسنیت کی فکر بہت کم رہ گئی ہے اس لئے بھی ایسے معیاری طلبہ کم تعداد میں فارغ ہوتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہونے والے کسی بھی چیلنج کو قبول کرنے کی صلاحیت سے لیس ہوں۔لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا

سوال (۶) : اعلی حضرت امام احمد رضا قادری ، بریلوی قدس سرہ ان کے خلفا،تلامذہ اور معتقدین کی جماعت جلد ہی ہماری نگاہوں سے رخصت ہوئی دوسری نسل جس کے ہاتھوں میں شریعت کا قلمدان ہے جن میں آپ بھی ہیں........اور

تیسری نسل جو شریعت کا قلمدان اپنے ہاتھوں میں لینے کے لئے پر تول رہی ہے دین کے حوالے سے ہم تینوں نسل میں زمین وآسمان کا فرق دیکھتے ہیں ...... اول الذکر نسل کا کوئی قدم شریعت کی سرحدوں سے کسی بھی حال میں باہر نہیں ہوتا تھا، دین کی محبت ان کی رگوں میں خون بن کر دوڑتی تھی۔ دوسری نسل میں اکثریت ایسوں کی ہے جو ذاتی مفاد کے تحت پل پل قبلہ عقیدت بدلتی رہتی ہے پھر تیسری نسل دین کے حوالے سے کیسی ہوگی؟ اس کے تصور ہی سے دل گھبراتا ہے آخر اتنی جلد یہ فرق دیکھنے میں کیوں آرہا ہے؟ اس سلسلے میں آپ کچھ روشنی ڈالنا پسند کریں گے؟

جواب (٦): نظام قدرت اور دستور فطرت ہے کہ جو شئ کسی مرکز سے جتنی قریب ہوگی اس پر مرکز کا اثر اسی قدر زیادہ ہوگا اور جو شئ جتنی دور ہوگی اس میں اسی طرح اثر کا ظہور بھی کم ہوگا مثلا روشنی اور حرارت کے حوالہ سے سورج ایک مرکز ہے تو جو چیز سورج سے جس قدر قریب ہوگی اسی قدر اس میں حرارت اور نور کا اثر زیادہ ہوگا اور جو چیز اس سے جتنی دور ہوگی اس میں اسی قدر روشنی اور حرارت کی کیفیت کم ہوگی۔

یونہی کوئی چیز جب کسی کیفیت سے کامل طور پر متصف ہوگی تو اس کیفیت کی ضد اور اس کی مخالف کیفیت کبھی بھی اس میں اثر انداز نہیں ہو سکے گی اور اگر وہ کیفیت مکمل طریقے سے اس میں نہیں ہوگی تو اس کی ضد کا اثر جلد ہو جائے گا۔ مثلا کسی کمرہ میں مشک اس قدر ہو کہ پورا کمرہ مکمل طور پر مشکبار ہو تو وہاں اگر معمولی بدبو پھیل جائے تو وہ بے اثر رہے گی اور غلبہ خوشبو کو ہی حاصل رہے گا۔

اس تمثیل کے بعد عرض ہے کہ سیدنا اعلی حضرت مجدد دین وملت امام **احمد رضا** قادری، بریلوی رضی عنہ ربہ القوی اپنے عہد میں مرکز علم وحکمت اور مرجع اہل سنت

تھے تو جن بخت آور اور بلند اقبال شخصیات کو ان کا زیادہ قرب حاصل ہوا وہ زیادہ فیضیاب ہوئے اور اس ذات کے اوصاف وکمالات ان میں زیادہ نمایاں ہوئے اور مرور ایام کے باعث یا کسی اور سبب سے جن کا علمی وفکری رشتہ اس مرکز سے کمزور ہوتا گیا۔ان میں اثر بھی کم ہوتا گیا مگر جولوگ آج بھی اس مرکز سے قرب رکھتے ہیں ان میں اس عبقری ذات اور مرکزی شخصیت کا اثر زیادہ دیکھا جاسکتا ہے اسی طرح جب قلوب واذہان میں ایمانی کیفیات مکمل طور سے راسخ ہوں گی تو کفری اور شرکی کیفیات کا وہاں کوئی گزر نہیں ہو سکے گا لیکن اگر ایمانی کیفیات میں رسوخ نہیں ہوگا تو مخالف کیفیات کا اثر ظاہر ہو جائے گا جیسے کسی آدمی کی قوت مدافعت اگر کمزور ہو جاتی ہے تو اس پر مرض اپنا اثر جلد ظاہر کر دیتا ہے۔

ضرورت ہے کہ جس طرح ہمارے اکابر نے سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ سے اپنا علمی وفکری رشتہ مضبوط رکھا تھا اور اس مرکز سے قریب سے قریب تر ہو کر خود کو خوبیوں کا حامل بنایا تھا آج بھی وہی نسخۂ کیمیا عمل میں لایا جائے اور اسلاف کے نقش قدم کو مشعل راہ بنایا جائے خلیفۂ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

تمھیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہل سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو
جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

سوال (۷): اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی دینی

خدمات کی نظیر سے کئی صدیاں خالی ہیں .... انہوں نے دین مخالف کسی بھی تحریک کوابھرنے نہیں دیا......... اپنے زمانے میں اٹھنے والے ہرسوال کا انہوں نے معقول جواب دیا۔آپ نے مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبے میں مثبت رہنمائی کی ...... اس سلسلہ میں آپ کی ایک ہزار سے زائد کتب ورسائل ہیں۔آپ نے دلوں کوعشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حرارت عطا کی ...... محبوبان الٰہی سے مسلمانوں کا رشتہ ٹوٹ رہا تھا آپ نے اس رشتہ کو حیات تازہ عطا کی یعنی قوم وملت پر آپ کے احسانات کی ایک طویل فہرست ہے اس کے باوجود آج کچھ درس گاہیں ،خانقاہیں اور شخصیات آپ کی کردار کشی کی باضابطہ تحریک چلا رہی ہیں اور آپ کی تحقیقات سے الجھ رہی ہیں آخر اس کے پس پردہ مقاصد کیا ہیں؟ اور اس کے نتائج کیا ہوں گے؟

جواب (۷): مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی پاکیزہ ذات پر انگشت نمائی کرنا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے اس بے غبار آئینہ کو گرد آلود کرنے کی ناکام جسارت کرنا خود کو قعر مذلت میں ڈھکیلنے کے برابر ہے ۔اگر کوئی سنی خانقاہ، درسگاہ یا کوئی فرد آپ کی کردار کشی کی مذموم حرکت کرتا ہے تو وہ اپنی خودکشی کا سامان فراہم کرتا ہے۔

راقم نے بعض سنی کہلانے والوں کو سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کی مخالفت کرتا پایا مگر ایسے لوگوں کو گمراہ ہوتے بھی دیکھا۔آج جو سنی امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی ذات پر حملہ کر رہے ہیں ان پر یا تو بڑا بننے اور لوگوں میں مشہور ہونے کا خمار سوار ہے ،خودنمائی وخود پسندی کا سر میں سودا سمایا ہوا ہے یا عصبیت اور حمیت جاہلیت کا رنگ

چڑھا ہوا ہے جس کی بنا پر امام پر فوقیت دکھانا چاہتے ہیں یا پھر وہ لوگ در پردہ بدعقیدہ ہیں جن کا مشن سنی بن کر اہل سنت میں بدعقیدگی پھیلانا ہے۔

مذکورہ مقاصد میں سے جو بھی مقصد کارفرما ہو اس کا بھیانک اور کربناک انجام جماعت اپنے ماتھے کی آنکھوں سے ابھی سے مشاہدہ کر رہی ہے، فکری اتحاد پارہ پارہ ہو رہا ہے، جماعت کا شیرازہ منتشر ہو رہا ہے اور بدعقیدگی اپنا ہاتھ پیر مضبوط کر رہی ہے۔

سوال (٨): ابھی حال ہی میں جامع اشرف کچھوچھہ شریف کے دارالافتاء سے فتوی کی شکل میں ایک طویل تحریر شائع ہوئی جس میں وہاں کے مفتی نے لکھا ہے کہ

''مولانا اشرف علی تھانوی جید عالم دین تھے ان کی بعض کتابیں امت مسلمہ کے لئے مولانا احمد رضا بریلوی کی کتابوں سے زیادہ مفید ہیں۔آج مسلمانوں میں جو جھگڑے پائے جا رہے ہیں وہ تمام جھگڑے مولانا احمد رضا نے لگائے ہیں''

اس تحریر میں اس طرح کی اور بھی باتیں ہیں جس ادارہ سے اس طرح کی تحریر جاری ہو اور جو نام نہاد مفتی ایسا پیغام نشر کرے شریعت کا اس پر کیا حکم ہوگا؟ اس حوالہ سے آپ کچھ وضاحت کرنا پسند کریں گے؟

جواب (٨): جامع اشرف کچھوچھہ شریف کا دارالافتاء ہو یا بریلی و مرادآباد اور بدایوں کا کوئی مفتی ہو۔ جو اس طرح کی تحریر شائع کرے اور جو ایسی بات کہے یا لکھے وہ اہل سنت سے نہیں ایسے ادارہ میں تعلیم لینا جائز نہیں، ایسے مفتی کو استاذ بنانا جائز نہیں اور ایسے لوگوں سے تعلق رکھنا جائز نہیں ہے اور وہ اہل سنت کا ادارہ نہیں ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ جامع اشرف کچھوچھ شریف کے کسی مدرس نے چند سال پیشتر ایسی تحریر شائع کی تھی مگر اس مدرس یا ذمہ داران ادارہ کی طرف سے اس بات سے رجوع اور توبہ واستغفار کی کوئی خبر اب تک مجھے نہیں ملی ہے اگر اس شخص نے رجوع کر لیا ہو فبہا بصورت دگر ذمہ داران ادارہ نے ایسی تحریر سے برأت ظاہر کر کے اس شخص کو ادارہ سے باہر کیا یا نہیں؟ اگر کر دیا ہو تو ٹھیک ہے اور اگر نہ اپنی برأت ظاہر کی نہ اس شخص کو ادارہ سے برطرف کیا تو اس کا حکم اوپر گزر چکا۔

سوال (۹) : جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے دستور اساسی میں اراکین، مدرسین اور فارغین کے لئے ''**حسام الحرمین**'' کی حرف بحرف تائید شامل ہے دستور کی یہ ایسی دفعہ ہے جس میں عہدہ دار اعلی کو بھی چھیڑ چھاڑ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے پھر بھی وہاں کے بعض فارغین ''**حسام الحرمین**'' پہ نظر ثانی کا شدت سے تقاضا کر رہے ہیں آپ کی نگاہ میں ان کا یہ عمل کیسا ہے؟ کیا یہ حضور حافظ ملت کی مخالفت نہیں ہے؟

جواب (۹): میں یہ بات بہت پہلے سے کہتا آرہا ہوں کہ ''جو لوگ بار بار یہ کہتے ہیں کہ فروعیات میں امام احمد رضا قدس سرہ کی مخالفت کی جاسکتی ہے وہ راہ ہموار کر رہے ہیں ''**حسام الحرمین**'' کی مخالفت کی۔ آپ نظر اٹھا کر دیکھ لیں جہاں جہاں سے فروعیات میں امام احمد رضا قدس سرہ کی مخالفت کی آواز اٹھی ہے وہاں وہاں سے ''**حسام الحرمین**'' پر تنقید کی صدا بھی سنائی دی ہے۔ شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنے کا کام غیروں نے نہیں اپنوں نے کیا ہے۔

جامعہ اشرفیہ ہو یا کوئی اور ادارہ جس کے بھی فارغین ''حسام الحرمین'' پر نظر ثانی کا

تقاضا کرر ہے ہیں وہ صرف اس ادارہ کے بانی ہی کے نہیں بلکہ درحقیقت کتاب وسنت اوراحکام شرع کی مخالفت کرر ہے ہیں۔

سوال (١٠): حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور ہماری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں ایک ہی فرقہ حق پہ ہوگا یعنی جنت میں جائے گا ہم نے یہی پڑھا بھی ہے اور متدین علما سے یہی سنتے آرہے ہیں لیکن آج بعض خود کو ذی ہوش سمجھنے والوں کا کہنا ہے کہ سب کے سب اپنے گناہوں کی سزا کاٹ کر جنت میں جائیں گے۔ **مفتی مطیع الرحمن مضطر** صاحب کا کہنا ہے کہ یہ سارے فرقے جماعت اہل سنت سے خارج ہیں لیکن دین میں داخل ہیں اس سلسلے میں آپ کا کیا کہنا ہے؟

جواب (١٠): کوئی مفتی ہو یا مفکر، فقیہ ہو یا محدث جس کسی کا قول کتاب وسنت اورارشادات ائمہ دین اور معتمدین اسلام کے موافق ہوگا وہ معتبر ورنہ اس کے منھ پر مار دیا جائے گا جولوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ''بہتر فرقے صرف اہل سنت سے خارج ہیں لیکن دین میں داخل ہیں ان کے بقول قادیانی ،رافضی ،وہابی ،دیوبندی ،چکڑالوی ، بہائی وغیرہ سب کے سب دین میں داخل ہیں اور جنتی ہیں جبکہ مقتدائے اہل سنت ،مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

طوائف مذکورین وہابیہ ونیچریہ وقادیانیہ وغیرمقلدین ودیوبندیہ وچکڑالویہ خذلہم اللہ تعالی اجمعین ان آیات کریمہ کے مصداق بالیقیں اور قطعاً یقیناً کفار

ومرتدین ہیں''

(فتاوی رضویہ ج۶ ص۹۰)

اسی طرح ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''یہ فرقے (قادیانی ،غیر مقلد ،اہل قرآن ،رافضی وغیرہ)اور اسی طرح دیوبندی ونیچری غرض جوبھی ضروریاتِ دین میں سے کسی شئی کا منکر ہوسب مرتد کافر ہیں''(حوالہ سابق ص۹۵)

ماضی قریب کے جلیل القدر عالم وفقیہ اور محقق ،اجمل العلماء علامہ مفتی محمد اجمل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

''اس حدیث میں بہتر فرقوں کوناری قرار دیا ہے اس کے یہی معنی ہے کہ وہ ہمیشہ نار میں رہیں گے کہ جب ان کے عقائد واقوال کفریہ ثابت ہو چکے تو کفر کی سزا خلود فی النار ہے''(فتاوی اجملیہ ج۱،ص۲۹۶)

اب ان بزرگوں کے ارشادات مبارکہ کے ہوتے ہوئے آج کے کسی نفسیاتی فقیہ کی بات پر کان دھرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان چشم کشا تحریروں کے بعد فقیہان بے توفیق کی بات بے وزن ہے

ع یہ جوتم کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی ڈالے گا

سوال (۱۱): دنیا میں بے شمار فرقے اور جماعتیں پائی جاتی ہیں ان میں صرف اور صرف جماعت اہل سنت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس میں حق دائر ہے اور یہی جماعت ''ما انا علیہ واصحابی'' کی صحیح مصداق ہے۔ یہاں اسلام کے تمام تر اصول وفروع سب اپنی اصلی صورت میں موجود ہیں۔لیکن آج یہ جماعت شدید بحران کا

شکار ہے اور جیسے جیسے دن بیت رہے ہیں اس کے بحران میں اضافہ ہی ہو رہا ہے ۔مؤثر قیادت ہے مگر لوگ قیادت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔چھوٹے چھوٹے لوگ بڑوں کی زبان استعمال کر رہے ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں وہ اپنی حیثیت کو منوانے پر آمادہ ہیں جماعت اہل سنت کو بحران سے نکالنے کی مؤثر صورتیں کیا ہو سکتی ہیں ؟

جواب (۱۱): اہل سنت کی تمام درسگاہوں اور خانقاہوں کے ذمہ دار افراد اکابرین اسلام بالخصوص مجدد دین وملت ،امام اہل سنت سیدنا امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالی عنہ کے بیان کردہ عقائد حقہ پر مضبوطی سے قائم ہوں اور اپنے شاگردوں اور مریدوں کو خصوصًا اور عامہ مسلمین کو عمومًا انہیں عقائد کی تعلیم دیکر اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین کریں اور مسائل فقہیہ میں فتاوی رضویہ،فتاوی امجدیہ اور فتاوی مصطفویہ میں مصرّح احکام کی مخالفت پر مبنی کوئی حکم ہرگز جاری نہ کریں اور اگر اسباب ستہ کی بنا پر کہیں کسی حکم میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی جائے تو اکابر فقہائے موجودین کامل غور وخوض کے بعد کوئی حکم صادر کریں اور اگر کسی عالم یا شیخ کی کوئی انفرادی رائے منظر عام پر آجائے تو فقہ اور اصول فقہ کے ترازو پر اسے تولا جائے اگر اس کی تردید شرعًا ضروری ہو تو متدین علما کی ایک ٹیم صاحبِ معاملہ سے گفت وشنید کے بعد ہی کوئی بات عوام تک پہونچائے۔

اس سلسلے میں یہ بھی خیال رکھا جائے کہ اگر اس انفرادی رائے سے گمرہی یا آزاد روی کا خطرہ نہ ہو تو اس سے چشم پوشی کی جائے البتہ ایسے شخص کو اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی ضرور تلقین کی جائے اور بالکل تازہ اور نو پید مسائل میں بالغ نظر، دیندار اور متصلب فقہا و مفتیان کرام کے اجتماعی فیصلے کو ہی مشعل راہ بنایا جائے اور ساتھ ہی اس

بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ علاقائی، مشربی اور درسگاہی تعصّب اور حمیت جاہلیت کی بنا پر کسی کی حمایت یا کسی کی تردید کا جذبہ ہرگز ہرگز پیدا نہ ہونے پائے۔

سردست اگر اسی پر جماعت عمل پیرہوجائے تو بہت حد تک جماعتی بحران ختم ہوسکتا ہے

ع

دو بوند ہی کافی ہے اگر کچھ اثر کرے

سوال (۱۲) : جماعت اہل سنت میں ایک ایسا حلقہ پیدا ہو گیا ہے جو اپنی تحریر وتقریر میں اشارے کنائے میں اس جذبے کا شدت سے اظہار کرر ہا ہے کہ اعلی حضرت امام احمد رضا قادری، بریلوی قدس سرہ کے ساتھ ہم نہیں چل سکتے ان کی تعلیمات کی روشنی میں ہم وسیع دنیا کی سیر نہیں کر سکتے ان کے افکار ونظریات ہمیں دن بدن محدود کرر ہے ہیں اس لئے کوئی نیا چہرا لایا جائے جو سب کے لئے قابل قبول ہو اور جو سب کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارنے کا حق دیتا ہو۔ کیا مذکورہ خیالات درست ہیں؟ کیا اعلی حضرت امام احمد رضا قادری، بریلوی قدس سرہ کی تعلیمات ہمیں محدود کر رہی ہیں؟ اور کیا اعلی حضرت سے ہٹ کر جماعتی اتحاد کی کوئی صورت ممکن ہے؟

جواب (۱۲): اللہ تعالی نے انسانوں کو اپنے کرم خاص سے اشرف المخلوقات کا خلعت فاخرہ پہنایا اور عقل وشعور کی دولت بے بہا سے نوازا لیکن اسے مانند سنگ نہ تو مجبور محض بنایا اور نا ہی حیوانات و بہائم کے مثل آزاد چھوڑا بلکہ مہد سے لیکر لحد تک اصول وضوابط کا پابند بنا کر زندگی گزارنے کا حکم دیا مثلاً بچے کی ولادت کے بعد عورت کو صرف چالیس دن تک ایک مخصوص حالت میں رہنا مقرر کیا اور بچے

کومتعین اور محدود مہینے تک دودھ پلانے کی اجازت دی،شوہر کومخصوص حالات میں بیوی سے دور رہنے کا حکم دیا یونہی بچے کوایک محدود وقت تک بے سترِ عورت رہ سکنے کی اجازت دی پھر ایک مخصوص اور محدود عمر تک فرائض وواجبات کی ادئیگی سے اسے مستثنٰی فرمایااور نکاح کرنے کا حکم دیا تو ایک متعین تعداد تک ہی بیویاں رکھنے کی اجازت بخشی ،نماز فرض فرمائی تو ہر نماز کی رکعتیں اور ان کے اوقات محدود رکھے ،روزہ رکھنے کا حکم دیا تو اس کے لئے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کا وقت مقرر فرمایااور ساتھ ہی دنوں کو بھی محدود فرمادیا زکوۃ کا حکم دیا تو مقدار زکوۃ بھی محدود فرما دی ،حج فرض کیا تو اسے بھی بہت ساری شرطوں سے مقید فرمایا،ایمان اور عقیدے کے حوالے سے بے شمار امور ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی حتی کہ بعد موت کفن کے کپڑوں کی تعداد بھی متعین کر دی اور کس کس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کس کی نہیں یہ بھی متعین فرمادیا۔

اس مختصر سی مثال سے بخوبی جانا جا سکتا ہے کہ اللہ نے انسانوں کو زندگی سے لیکر موت تک کس طرح پابند فرمادیا ہے۔اللہ تبارک وتعالی نے اپنی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرنے کو جرم عظیم قرار دیا ہے اور جو لوگ حد سے بڑھیں انہیں ظالم اور نافرمان بتایا ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے’’تلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون‘‘(سورہ بقرہ)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اِنَّ اللهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُّوْهَا وَحَرَّمَ اَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ بِكُمْ غَيْرَ الْمَزِيْدِ‘‘(رواہ الدارقطنی،الجزء الرابع رقم الصفحۃ ۱۸۴ والبیہقی فی السنن الکبری

والطبر انی فی المعجم الکبیر)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ نے اپنے ماننے والوں کوایک مخصوص دائرے میں متعین خطوط پر چلتے ہوئے زندگی گزارنے کا پابند بنایا ہے اب اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود یہ کہے کہ اسلامی شریعت کے متعین اور محدود دائرے میں رہ کر زندگی گزارنا مشکل ہے اور ہم آج کے ماحول میں ان حدود میں رہ کر زندگی نہیں گزار سکتے تو اگر چہ اسے کوئی جبرًا پابند نہیں کرسکتا مگر اس کو دعویٔ اسلام میں کوئی سچا بھی نہیں مان سکتا۔سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کی تعلیمات خواہ عقائدوایمانیات سے متعلق ہوں یا فقہیات وعملیات سے تعلق رکھتی ہوں وہ سب کتاب وسنت کی روشنی میں حق وصداقت پر مبنی ہیں۔

اب اگر کوئی شخص سنی ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود یہ کہے کہ اس دور میں امام احمد رضا قدس سرہ کی تعلیمات لوگوں کو محدود کر رہی ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کر کے زندگی گزانا دشوار ہے تو ایسے شخص کو کون پابند احکام شریعت کرسکتا ہے؟ لیکن ایسے کو دعویٔ سنیت میں صحیح سمجھنا بھی بہت دشوار ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کی تعلیمات پر چل کر ہی آفاقی اور عالمگیر شخصیت کا حامل بنا جا سکتا ہے۔اگر کوئی چشمِ انصاف وا کر کے دیکھے تو اس کے سامنے یہ حقیقت مثل آفتاب واضح نظر آئے گی کہ علامہ عبدالعلیم صدیقی، میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرہ کو آفاقی اور عالمگیر شخصیت اور عالمی مبلغ اسلام ہونے کا شرف وفخر تعلیماتِ رضا ہی کے ذریعہ حاصل ہوا ہے جبھی تو انہوں نے فرمایا ہے ؎

تمہیں پھیلا رہے علمِ حق اکنافِ عالم
امامِ اہلِ سنت نائبِ غوث الوری تم ہو

اور عصر حاضر میں تو بینا اور نابینا اپنے اور بیگانے سب نے دیکھ لیا کہ تعلیمات رضا ہی کی بدولت حضور رتاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے دنیا کے وسعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا اور ان کی آفاقیت کا سکہ شرق وغرب میں بیٹھ گیا۔

سوال (۱۳): مسلک اعلی حضرت جماعت اہل سنت کا امتیازی نشان ہے یہ نعرہ ہمیں اکابر شخصیات نے دیا ہے ان میں **حضور حجۃ الاسلام ،حضور مفتیٔ اعظم ہند،حضور محدث اعظم ہند ،حضور صدر الافاضل ،حضور سید احمد اشرف ،حضور ملک العلماء،حضور برہان ملت ،حضور صدر الشریعہ،حضور شیر بیشۂ اہل سنت ،حضور مجاہد ملت ،حضور امین شریعت ،حضور غزالیٔ زماں ،حضور پاسبان ملت ،حضور مجاہد دوراں ،حضور پیر جماعت علی شاہ ،حضور محدث اعظم پاکستان ،رئیس القلم علامہ ارشد القادری ،علامہ کامل سہسرامی ،حضور سید العلماء ،حضور احسن العلماء** قابل ذکر ہیں ...... ایک محدود حلقہ یہ آواز بلند کرر ہا ہے کہ مسلک اعلی حضرت وہابیہ، دیابنہ کا دیا ہوا نعرہ ہے اس لئے اسے ہمیں ترک کر دینا چاہئے ۔کیا مخالفین کا یہ مطالبہ درست ہے؟ اگر مخالفین کی بات تسلیم کر لی جاتی ہے تو کیا اس سے جماعتی نظام متاثر نہیں ہوگا ؟ پھر یہ کہ اسلام پورے کا پورا ہمیں اپنے بزرگوں سے ملا ہے ۔مخالفین آج مسلک اعلی حضرت کو ترک کر دینے کا مطالبہ کرر ہے ہیں کل ان کا دوسرا مطالبہ بھی سامنے آسکتا ہے اسلامی قوانین خدائی قوانین ہیں اسلامی قوانین کی حفاظت کے لئے علما نے کچھ ضابطے متعین کئے ہیں کچھ ایسی اصطلاحیں بھی ہیں جن سے اہل حق کی شناخت ہوتی ہے ۔مسلک اعلی حضرت انہیں اصطلاحوں میں سے ایک ممتاز اصطلاح ہے حالات کے تناظر میں اصطلاحیں وجود میں آتی ہیں ۔عہد حاضر میں اہل حق کی شناخت کے لئے مسلک اعلی حضرت سے

جامع کوئی اصطلاح نہیں ۔کیا مخالفین کے مطالبے میں واقعیت ہے؟ وہ کسی سازش کے شکار تو نہیں ہو رہے ہیں؟

جواب (۱۳): مسلک اعلیٰ حضرت کہنے سے متعلق میرا ایک تفصیلی فتوی برسہا برس سے شائع ہو رہا ہے اس فتوی پر ایک ہزار سے زائد اکابر اہل سنت علمائے کرام اور مفتیان عظام کے دستخط ثبت ہیں اساطین ملت کی تائید و تصدیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس اصطلاح کی مخالفت کرنے والوں کے مطالبے کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔فقیہ ملت علامہ الحاج الشاہ مفتی **جلال الدین احمد** امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کی فکر کے مطابق اس اصطلاح کی مخالفت کرنے والے سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کے حاسد و معاند یا مداہن و صلح کل ہیں اور ممکن ہے کہ ایسے لوگ کسی سازش کا شکار ہو کے ایسا کر رہے ہوں۔

سوال (۱۴): درس وتدریس ،امامت وخطابت ،دعوت وتبلیغ ،تصنیف وتالیف ،مطالعہ ،جہاں بینی اور جہاں بانی آپ کی حیات کے ترجیحی ابواب ہیں آپ کی زبان وبیان پہ گہری نظر ہے ۔آپ کو یہ ساری خصوصیات جہد مسلسل اور کثرت مطالعہ کے نتیجہ میں ملی ہیں آپ نے بے شمار شخصیات کا مطالعہ کیا ہوگا اب تک جتنی شخصیات کا آپ نے مطالعہ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ کس شخصیت نے آپ کو متاثر کیا ہے؟

جواب (۱۴): میں دین کا ایک ادنیٰ خادم، دررضا کا معمولی سگ اور ایک بے

ما یہ عام آدمی ہوں نہ کوئی خصوصیت رکھتا ہوں نہ کوئی حیثیت۔معاملہ یہ ہے کہ ؎
اس نے ہمیں خرید کر انمول کر دیا

ہاں یہ سچ ہے کہ ایک طویل عرصہ سے درس وتدریس اور اپنی حیثیت کے مطابق دین کی خدمت میں لگا ہوا ہوں اس دوران میں نے لاتعداد کتابوں کا مطالعہ بھی کیا **تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، صرف، معانی و بیان، منطق، فلسفہ، تصوف، مناظرہ اور علم کلام** وغیرہ بہت سے فنون کی چھوٹی بڑی سینکڑوں کتب کی ورق گردانی کا شرف حاصل کیا ہے۔ان کتب میں بعض کے اندر صرف **منقولات** ہیں معقولات نہیں جب کہ بعض میں صرف **معقولات** ہیں **منقولات** نہیں اور بعض **منقولات ومعقولات** کا عطر مجموعہ ہیں مگر ان میں معقولات سے متعلق چند فن ہی نظر آتے ہیں۔سیدنا امام غزالی قدس سرہ کی **احیاء علوم الدین**، سیدنا امام رازی قدس سرہ کی **تفسیر کبیر**، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی **تحفۂ اثنا عشریہ** اور **تفسیر فتح العزیز**، سیدنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ کی **اشعۃ اللمعات**، علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی درمنثور، **امام اجل**، علامہ ابن ہمام کی **فتح القدیر** اور علامہ شامی قدس سرہ کی **ردالمحتار** وغیرہ کے مطالعہ سے اس حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا شخصیات کے فضل وکمال اور ان کی حکمت ودانائی کا سورج آج بھی چمک رہا ہے اور امت مسلمہ اس سے نور حاصل کر رہی ہے مگر میں نے سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کی تصنیفات میں منقولات ومعقولات کا جو امتزاج اور پھر معقولات سے متعلق درجنوں علوم وفنون کا جو سیل رواں دیکھا اس سے خوبصورت گلدستہ علم وحکمت کہیں اور جگہ پر نظر نہیں آیا اس لئے صدیوں میں وجود پذیر بے شمار شخصیات میں سیدنا امام احمد رضا قادری، بریلوی قدس سرہ کی ذات نے کئی جہتوں سے

انفرادیت کے سبب سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔

سوال (۱۵): علما دین کی اساس ہوتے ہیں دینی نظام ہمیشہ علما ہی سے چلتا رہا ہے اور آئندہ بھی چلتا رہے گا۔علما کی ذمہ داریاں عوام سے مختلف ہوا کرتی ہیں ۔علما کو وارث انبیا ہونے کا شرف حاصل ہے اس طرح علما کی ذمہ داریاں اور بھی سوا ہوجاتی ہیں۔دنیا میں ہمیشہ علما کی ایک جماعت ایسی رہی ہے جو منہاج نبوت سے اقتباس نور کرتی رہی ہے........ماضی بعید تو کتابوں میں ہے اور ماضی قریب کے علما کی ایک جماعت ہمارے پیش نگاہ ہے اور حال کے علما بھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں لیکن دونوں میں ہم بڑا فرق محسوس کرتے ہیں۔ماضی قریب کے علما نے اپنے منصب کا کبھی سودا نہیں کیا۔ان کی ساری جدو جہد، مذہب ومسلک کے لئے ہوتی تھی لیکن حال کے علما ماضی قریب کے علما سے بالکل مختلف الا ماشاء اللہ آخر کار اس قدر جلد یہ فرق کیوں آیا؟

جواب (۱۵): اخلاص کی کمی اور طمع دنیا کی زیادتی نے خانہ خراب کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ مخلص اور سچے علما نے کبھی بھی اپنے منصب کا سودا نہیں کیا ہے ہاں نام نہاد علما ہر دور میں بکے ہیں اور آج بھی بک رہے ہیں۔گویا جو درحقیقت علما ہیں وہ بک نہیں رہے ہیں اور جو بک رہے ہیں وہ واقع میں علما نہیں ہیں۔غالباً اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سوال (۱۶): اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی ذات معیار سنیت ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنت و جماعت کا نشان امتیاز ہے یہی ایک ایسی اصطلاح ہے جو غیروں سے ہمیں ممتاز کرتی ہے۔ بعض اداروں، خانقاہوں اور افراد کی جانب سے اس کی در پردہ مخالفت ہو رہی ہے آخر اس مخالفت کے پس پردہ کون سے مقاصد کارفرما ہیں؟

جواب (۱۶): سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی پاکیزہ تعلیمات اور معطر معطر افکار ونظریات کو مٹانا، لوگوں کو ان سے دور رکھنا اور صلح کلیت کو فروغ دینا۔

سوال (۱۶): مارہرہ شریف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری، بریلوی قدس سرہ کا پیر خانہ ہے۔ اعلیٰ حضرت کی پانچ نسلیں مارہرہ شریف کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں۔ مارہرہ شریف کی خانوادۂ رضویہ پر خصوصی نوازشات رہی ہیں۔ نوازشات ہی کا نتیجہ ہے کہ ''**اعلیٰ حضرت**'' کو ''**چشم و چراغ خاندان برکات**'' کہا جاتا ہے۔ مارہرہ شریف میں اعلیٰ حضرت کا جس انداز میں تذکرہ کیا جاتا ہے اس کی کوئی دوسری مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔ طریقت میں پیر خانے کا مقام ومرتبہ کیا ہے اس سے اہل علم خوب اچھی طرح واقف ہیں، فروغ رضویات میں بھی مارہرہ شریف کے رول کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، خاندان برکات اور خاندان رضویہ ہمیشہ سے شیر وشکر رہے ہیں لیکن حالیہ چند برسوں میں دونوں خاندانوں میں فاصلے بڑھ رہے ہیں اور روز بروز اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ ایک طبقہ مارہرہ شریف کے قرب کے پردے میں

فاصلے کو ہوا دے رہا ہے۔نتیجہ کے طور پر مخالفین کی جرأتیں بڑھ رہی ہیں اور وہ اعلی حضرت اور مسلک اعلی حضرت کو کھل کر اپنی تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔سادات مارہرہ مخالفین کی سازشوں کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔آخر دونوں میں دوریاں کیسے ختم ہوں اور اس کی کیا صورتیں ہوسکتی ہیں؟

جواب (۱۷): یہ بہت حساس اور نازک مسئلہ ہے اور پوری جماعت اہل سنت کے لئے باعث تکلیف ہے۔غالباً اسی بنا پر چند سال پیشتر چشم و چراغ مشائخ اہل سنت ،زینت مسند رشد وہدایت ،حضرت بابرکت **سید اویس مصطفی** صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ بلگرام شریف ضلع ہردوئی نے بریلی شریف میں ایک خصوصی نشست رکھی تھی جس میں آقائے نعمت ،امام الوقت ،تاج الشریعہ علامہ **مفتی محمد اختر رضا** قادری ازہری قدس سرہ ،شہزادۂ حضور صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ **ضیاء المصطفی** صاحب قبلہ دام ظلہ العالی ،شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ **محمد عسجد** رضا قادری دام ظلہ العالی ،داماد حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی **محمد شعیب رضا** نعیمی علیہ الرحمہ اور یہ فقیر رضوی **محمد اختر حسین** قادری بھی شریک تھے۔

نزاعی مسائل دو طرح کے سامنے آئے۔بعض ذاتی ،اور بعض شرعی۔آپس میں طے ہوا کہ جو ذاتی مسائل ہیں ان کو کالعدم قرار دیا جائے پھر جو شرعی مسائل ہیں ان کو تحریر کر کے دونوں خانوادوں کا باتفاق رائے دستخط کرا کے عوام میں پہنچا دیا جائے ۔چنانچہ وہ مسائل شرعیہ لکھے گئے اور حضرت بابرکات **سید اویس مصطفی** صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کو تفصیلاً بتائے گئے حضرت سید صاحب قبلہ نے کچھ ایام کی مہلت لی اور مارہرہ شریف سے بات کر کے جواب دینے کو کہا اسی پر نشست ختم ہوگئی۔پھر بعض

رسالوں میں اس میٹنگ سے متعلق کچھ باتیں شائع ہوئیں ۔آگے کیا ہوا مجھے نہیں معلوم ہے ہاں دوریاں برقرار ہیں یہ سب پرعیاں ہے۔

اس معاملے کوحل کرنا ہی جماعت کے لئے مفید ہے ورنہ ابھی توصرف ایک ہی طبقہ اس دوری کا فائدہ اٹھا رہا ہے کل اور بھی کئی طبقے ہو سکتے ہیں میری ناقص رائے یہ ہے کہ ہماری بعض خانقاہوں اور درسگاہوں کے ذمہ داران حضرات کا ایک ایک وفد الگ الگ دونوں خانوادوں سے مل کر سارے معاملات سے واقفیت حاصل کرے ۔نزاعی مسائل کو بغور سنے ان کو قلم بند کرے ۔ان میں جو مسائل ذاتیات کے حوالے سے ہوں ان کو نسیا منسیا کرنے کا فیصلہ لے اور جو شرعی مسائل ہیں ان کو چند خانوں میں تقسیم کرے ایک وہ مسائل جو اسلاف واخلاف ،اکابر واصاغر سب کے نزدیک مسلم ہیں خواہ اصولیات سے ہوں یا فروعیات سے۔دوسرے وہ مسائل جو اصولیات سے ہوں اور دونوں خانوادوں کے اکابر کا ان پر اتفاق رہا ہو ۔تیسرے وہ مسائل جو اصولیات سے ہوں اور عصر حاضر کے جمہور علمائے اہل سنت کا موقف ایک ہو اور بعض حضرات کا اس سے ہٹ کر ہو۔ان تینوں قسم کے مسائل میں دونوں خانوادوں کا گر اس وقت اختلاف ہو تو مذکورہ بالا وفد دونوں کو اس بات پر راضی کرے کہ یہ حضرات باتفاق رائے ان مسائل میں متحد ہو کر دستخط کر دیں اور مسلمانوں کو باخبر کر دیا جائے۔

اور جو نزاعی مسائل فروعیات سے ہوں اگر ان میں دونوں فریق متحد ہو جائیں تو سبحان اللہ ورنہ ان کی خدمت میں اتحاد کی گزارش کر کے عوام وخواص کو پابند کر دیا جائے کہ اس طرح کے موضوع پر گفتگو کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اس عمل کے بعد کسی مرکزی شہر میں اکابر علما ومشائخ اور مفتیان کرام کا عظیم

الشان اجلاس دونوں خانوادوں کی سرپرستی میں منعقد ہو اور عوام کو اتحاد واتفاق سے رہنے کی تلقین کی جائے۔

سوال (۱۸): اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری، بریلوی قدس سرہ نے خانقاہی نظام کو نئی تب وتاب عطا کی ہے، خانقاہی معمولات ومراسم پہ شدت کے ساتھ حملے ہو رہے تھے اعلیٰ حضرت نے ان حملوں کا بھر پور دفاع کیا۔ اس سلسلے میں آپ کی تصنیفات وتالیفات شاہد ہیں۔ اگر آپ کی ذات نہ ہوتی تو خانقاہی نظام کب کا دم توڑ چکا ہوتا۔ خانقاہی نظام کے تحفظ میں اعلیٰ حضرت کا کوئی شریک نہیں ہے لیکن آج خانقاہیں اعلیٰ حضرت کے خلاف متحد ہو رہی ہیں۔ دلی کی ''صوفی کانفرنس'' اس کا عملی مظاہرہ ہے۔ اس سلسلے میں آپ کا کیا کہنا ہے؟

جواب (۱۸): فقیر کی معلومات کے مطابق اس وقت خانقاہیں مختلف اقسام کی ہو گئیں ہیں۔ پہلی قسم ان خانقاہوں کی ہے جہاں کے سجادہ نشیں اور ذمہ دار حضرات پکے سنی صحیح العقیدہ اور صالح اعمال کے حاملین ہیں اور خود یا تو صاحب علم ہیں یا علم دوست اور قدر دان اہل علم ہیں، دوسری قسم ان خانقاہوں کی ہے جہاں کے ارباب حل وعقد اور مسند نشینان رشد وہدایت بظاہر سنی ہیں مگر درحقیقت ان کے اعتقاد میں فساد اور بگاڑ ہے اور علی الاعلان احکام شرع کی مخالفت کرتے ہیں۔ گویا معتقدات ومعمولات دونوں اعتبار سے شریعت کی زد میں ہیں مگر پھر بھی سنی اور رہبر راہ شریعت اور پیر طریقت کہلاتے ہیں، تیسری قسم ان خانقاہوں کی ہے جن کے سجادہ نشیں حضرات عقیدہ وعمل کے اعتبار سے غنیمت ہیں مگر کسی دنیوی منفعت کے سبب

بدعقیدوں کے لئے اپنے اندر کچھ نرم پہلو رکھتے ہیں، چوتھی قسم کی خانقاہیں وہ ہیں جہاں کے ذمہ دار حضرات عقیدہ وفکر کے اعتبار سے درست ہیں مگر کسی ذاتی کمزوری کے شکار ہیں۔ یا ان کے بعض اعمال کھلم کھلا شریعت سے ٹکراتے ہیں مگر وہ حضرات ان اعمال کو خیر جان کر کرتے ہیں۔

ان مختلف انواع واقسام پر مشتمل خانقاہوں میں پہلی قسم کی خانقاہ کو میں نے اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے خلاف نہیں پایا نہ اعلی حضرت کے خلاف کسی دل میں شامل ہوتے دیکھا۔

ہاں دوسری تیسری اور چوتھی قسم کی خانقاہوں کے بعض ذمہ دار اور بعض ان خانقاہوں سے منسلک لوگوں کو اعلی حضرت قدس سرہ کا مخالف پایا مگر کھلی ہوئی بات ہے کہ اس قسم کی خانقاہوں میں تشریف فرما حضرات نہ مذہب اہل سنت کے نمائندہ وترجمان ہیں اور نہ جماعتی اعتبار سے ان کے قول وفعل کو بطور ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے۔

چونکہ اعلی حضرت نے اہل سنت وجماعت کے مخالف فرقوں کی سخت مذمت کی ہے اور عقائد اہل سنت کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ تحریر فرما کر باطل فرقوں کے دام تزویر میں پھنسنے سے محفوظ کر دیا ہے۔ یونہی خانقاہوں میں شریعت کے خلاف انجام دئے جانے والے امور کا بڑی صراحت اور تفصیل کے ساتھ دلائل وبراہین کے ذریعہ رد فرمایا ہے۔ اور جو لوگ شریعت وطریقت کو الگ الگ کر کے دین کا نظام درہم برہم کرنا چاہ رہے ہیں ان کی بخیہ دری فرمائی ہے۔

اس لئے اس وقت جن خانقاہوں کے سجادہ نشین کسی طرح کی بدعقیدگی مثلاً رافضیت وتفضیلیت یا صلح کلیت کا شکار ہیں یا بدعقیدگی کے شکار تو نہیں ہیں مگر ایسے اعمال میں ملوث ہیں جو شریعت کی نظر میں قابل مواخذہ ہیں اور وہ لوگ اسے طریقت

وتصوف کا نام دے کر انجام دیتے ہیں وہی لوگ اعلی حضرت کی مخالفت میں دکھائی دیتے ہیں جبکہ ان کی یہ مخالفت اعلی حضرت کی مخالفت نہیں ہے بلکہ شریعت اور مذہب ومسلک کی مخالفت ہے۔

بلفظ دگر کہا جاسکتا ہے کہ کسی خانقاہ کے صالح فکر ونظر اور حامل علم وعمل سنی صحیح العقیدہ سجادہ نشیں اور ذمہ دار کو اعلی حضرت کی مخالفت کرتا ہوا نہیں پایا اور جو مخالفت کرتے دیکھے گئے وہ یا تو بدعقیدگی کی گندگی میں آلودہ ہیں یا بدعملی و بےعملی کی نحوست میں گرفتار ہیں مگر کھلی ہوئی بات ہے کہ ایسے لوگوں کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں ہے ۔خود آپ نے مخالفین کی جس کانفرنس کا ذکر کیا ہے اس کانفرنس میں شاید کوئی بھی صحیح معنی میں عالم دین اور مذہب اہل سنت کا سچا نقیب وترجمان نہ ملے گا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی سنی صحیح العقیدہ خانقاہ اعلی حضرت کی مخالف نہیں اور کوئی بدعقیدہ یا بدعمل و بےعمل خانقاہ اعلی حضرت کی موافق نہیں ۔عوام اہل سنت کو اس سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ گندم نما جوفروش سجادہ نشینوں سے لوگ محفوظ رہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سوال (۱۹): حضور تاج الشریعہ اعلی حضرت امام احمد رضا قادری ،بریلوی قدس سرہ کے نبیرہ ہیں اور حضور مفتیٔ اعظم ہند کے جانشین ہیں اور موجودہ دور کے علمائے اہل سنت وجماعت میں خصوصی امتیاز کے حامل ہیں آپ کی کتاب ''**حیات**'' میں جہاں خاندانی فضیلتوں کی طویل فہرست پڑی ہے وہیں ذاتی فضیلتوں کی ایک لمبی

فہرست ہے''علوم ومعارف'' کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جو آپ کی نگاہ سے اوجھل ہو، بر صغیر ہندو پاک میں فقہ وافتا میں کوئی آپ کا مثیل نظر نہیں آتا،خلق خدا میں قبولیت کا یہ عالم ہے کہ جہاں قدم رکھتے ہیں پروانوں کا ہجوم کنٹرول سے باہر ہوجاتا ہے عقیدتوں کی پھیلتی خوشبو سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو غوث اعظم کی نیابت حاصل ہے زبان میں تاثیر کا یہ عالم ہے کہ جو کہہ دیتے ہیں واقع ہو کے رہتا ہے،مخالفین جن کی عظمتوں کے پھیلتے لہروں کو روکنے میں کامیاب نہیں ہو پارہے ہیں بلکہ مخالفین خود بے آبرو ہوجاتے ہیں۔جماعت اہل سنت جسم ہے تو ان کی ذات روح کی حیثیت رکھتی ہے ۔فتنوں کے ہجوم میں ان کی ذات چراغ ہدایت ہے ان امتیازات وخصوصیات کے باوجود جماعت کا ایک نام نہاد طبقہ ان کی شدت سے مخالفت کرتا ہے اور ان کی کردار کشی کا کوئی لمحہ ہاتھ سے جانے دینا نہیں چاہتا۔آخر ان کی مخالفتوں کے پس پشت مفاد کیا ہیں؟ کیا انہیں نظر انداز کرکے جماعتی اتحاد کا کوئی تصور ممکن نہیں ہے؟ ان کا دینی،ملی،علمی اور سیاسی مقام ومرتبہ کیا ہے؟ اور انہیں ہمیں کس نگاہ سے دیکھنا چاہیئے؟

جواب (۱۹):وارث علوم اعلی حضرت،جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند امام الوقت سیدی مرشدی حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی **محمد اختر رضا قادری ازہری** رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ وافاض علینا من برکاتہ کی مخالفت کے پس پشت مخالفین کے ذاتی اور دنیوی مفادات ومقاصد ہیں۔یہ حقیقت تمام دیدہ وروں پر روشن ہے۔

ان کی ذات ستودہ صفات دینی ملی اور علمی اعتبار سے مینارۂ ہدایت اور فخر قیادت ہے۔اس عہد قحط الرجال میں ان کی پاکیزہ شخصیت علم وعمل اور خیر وبرکت کا منبع ومصدر اور رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے۔اسلام وسنیت کی آبرو،اہل شریعت کے مقتدا

،اہل طریقت کے پیشوا، ارباب علم وحکمت کے راہ نما اور اصحاب صدق وصفا کے قافلۂ سالار کو تاج الشریعہ کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس عظیم وجلیل شخصیت کو دین کے بے لوث قائد اور مخلص مذہبی راہ نما کے ساتھ اللہ کا محبوب اور برگزیدہ بندہ اور عارف کامل کی حیثیت سے جانیں اور مانیں۔

سوال (۲۰) : محدث کبیر حضرت علامہ **محمد ضیاء المصطفی** قادری ،رضوی ،امجدی کا خاندانی اور علمی شجرہ انتہائی مستحکم ،مضبوط اور پائدار ہے۔ برصغیر ہندو پاک کا شائد ہی کوئی ادارہ ایسا ہوگا جہاں ان کے علمی فیضان کا بادل کسی نہ کسی شکل میں نہ برس رہا ہو۔ان کے والد ماجد حضور صدر الشریعہ حضرت مولا نا مفتی شاہ **امجد علی** اعظمی ،اعلی حضرت امام احمد رضا قادری ،برکاتی قدس سرہ کے خصوصی تلامذہ اور خلفا میں تھے ۔حضور صدر الشریعہ نے براہ راست اعلی حضرت سے استفادہ کیا ہے حضور حجۃ الاسلام اور حضور مفتیٔ اعظم ہند کی بے پناہ محبتیں بھی انہیں حاصل ہیں ۔اس طرح ان تینوں شخصیات کی خصوصی نوازشات ان کے ساتھ رہی ہیں ۔خود حضور صدر الشریعہ کو اپنے پیر خانہ سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی ۔اس طرح دیکھا جائے تو اعلی حضرت اور مسلک اعلی حضرت کی محبت محدث کبیر کو وراثت میں ملی ہے ۔خود محدث کبیر اپنا جداگانہ علمی قدر رکھتے ہیں ۔ان کی اب تک زندگی علوم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج میں گزر رہی ہے۔ان کا دامن حیات ہر طرح کے داغ سے پاک ہے انہوں نے کبھی مذہب ومسلک کا سودا نہیں کیا ہے ، ان کی ذات ہر اعتبار سے قابل احترام ہے ......اس قدر صاحب فضل وکمال شخصیت ہونے کے باوجود ادھر دس پندرہ سالوں

سے تسلسل کے ساتھ ایک جماعت ان کی کردار کشی میں ہمہ تن مصروف ہے۔آخرایسا کیوں اوراس کے اسباب کیا ہیں؟ جب کہ ان کی عادت ہے کہ وہ کسی کے خلاف نہ بولتے ہیں اور نہ لکھتے ہیں؟

جواب (۲۰): کسی سچے نائب رسول کی کردار کشی کرنا یہودیوں اوراسلام دشمن طاقتوں کا طریقہ ہے۔پیغمبرآخرالزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی اورآپ کی پاکیزہ سیرت پر کیچڑ اچھالنے کی مذموم حرکت کی ابتدا یہودیوں نے کی ہے لہذا آج اگر کوئی طبقہ کسی عالم ربانی اوروارث انبیا پرافترا و بہتان تراشی کی قبیح حرکت کرتا ہے تو وہ شعوری یا غیرشعوری طور پر یہودی حربہ اپنا رہا ہے۔

شہزادۂ حضورصدرالشریعہ،ممتاز الفقہا،سلطان الاساتذہ،محدث کبیرعلامہ **محمد ضیاء المصطفی** صاحب قبلہ قادری دامت برکاتہم القدسیہ نائب قاضی القضاۃ فی الہند کی ذات اس وقت صرف ہندو پاک ہی نہیں پورے عالم اسلام میں متعدد اوصاف وکمالات اورفضائل ومناقب کی جامعیت کے اعتبار سے منفرد ویگانہ ہے ہندوستان کی چھوٹی بڑی درسگاہوں اورخانقاہوں کا علمی،فکری مسلکی جائزہ لینے کے بعد ہرانصاف پسند یہی کہے گا کہ محدث کبیر جیسا اس وقت نہ کوئی عالم ہے اور نہ کوئی شیخ طریقت اور مرشد ہے۔

آج جولوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں وہ یاتو حسداورجلن میں مبتلا ہیں یا پھرکسی ایسی اعتقادی یا عملی کمزوری کا شکار ہیں کہ جس کی اصلاح کے لئے حضورمحدث کبیر دام ظلہ العالی نے کوئی بیان جاری فرمادیا ہے اوروہ لوگ قوم میں بے نقاب ہوگئے ہوں۔

سوال (۲۱): دوستان ہمیشہ سے جنت نشان رہا ہے، یہاں کی مٹی سونے اگلتی ہے، ہندوستان کی مٹی اپنے اندر بہت ساری خصوصیات رکھتی ہے۔حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان ہی میں اتارے گئے ،اذان کی سب سے پہلی آواز ہندوستان ہی میں گونجی۔حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہندوستان سے بڑی محبت تھی ۔حضرت غریب نواز کو آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خصوصی نمائندہ بنا کر ہندوستان بھیجا، بڑے بڑے اساطین امت اس کی کوکھ سے پیدا ہوئے ہیں۔قریب قریب ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے اس ملک پہ حکومت کی ہے۔اس کے باوجود آج مسلمان یہاں ایک گداگر کی حیثیت سے زندگی گزار رہا ہے،حکومت کے کسی شعبہ میں اس کی کوئی نمائندگی نہیں۔خود حکومت ہر طرح سے اس قوم کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتی ہے۔اگر عالمی برادری کا خوف نہ ہوتو حالات کچھ اور ہوتے ۔آخر مسلمانوں کی پستی کے اسباب کیا ہیں؟ اور اسے ذلت ورسوائی کے غار سے نکلنے کی صورتیں کیا ہوسکتی ہیں؟

جواب (۲۱): شاعر کہتا ہے

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر وسنان اول طاؤس ورباب آخر

ارشاد حدیث ہے کہ ”میری امت کا آخری اور بعد میں آنے والا گروہ صرف اسی صورت میں صحیح رہ سکتا ہے جب وہ میری پہلی جماعت یعنی صحابہ کرام کے طریقے کو اپنائے گا

مسلمان جب تک دین پر استقامت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور

آپ کی اطاعت اور آپس میں اتحاد اتفاق اور حالات زمانہ کے مطابق دین ودنیا کی تعلیم میں مکمل دلچسپی اور لگن سے کام نہیں لے گا زوال اور پستی کا منہ دیکھتا رہے گا اگر پستی سے نکل کر بلندی پر آنا چاہتا ہے، ذلت کے گڑھے سے نکل کر عزت کی چوٹی پر پہونچنا چاہتا ہے اور دین ودنیا کی سرخروی کا متمنی ہے تو اسے اسلاف کے نقش قدم پر چلنا ہوگا اور حالات زمانہ کے پیش نظر حکمت عملی اپنانی پڑے گی

سوال (۲۲) : اکابر اور اصاغر میں باہم ربط ہونا چاہیئے اس لئے کہ اکابر کی تحریک کو آگے بڑھانے کی ذمہ داری اصاغر ہی کی ہوتی ہے اگر اصاغر کا اکابر سے رشتہ ٹوٹ جائے اور دونوں کی ڈگر ایک دوسرے سے مختلف ہوجائے تو ملت کو شدید نقصانات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ماضی قریب کا منظر نامہ ایسا نہیں تھا۔ اصاغر اپنے اکابر کے پہلو بہ پہلو اور قدم بہ قدم ہوتے تھے۔ اکابر کی اصاغر پہ خصوصی نوازشات رہا کرتی تھیں۔ لیکن آج کا منظر نامہ ماضی قریب کے منظر سے یکسر مختلف ہے۔ کوئی بڑی شخصیت اپنے چھوٹوں پہ دست شفقت پھیرنے پہ آمادہ نہیں ہے اور کوئی چھوٹا کسی کو بڑا تسلیم نہیں کر رہا ہے۔ اس صورت حال کو آپ بھی محسوس کر رہے ہوں گے۔ اس حوالہ سے آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب (۲۲): کسی حد تک آپ کی اس بات کو مانا جا سکتا ہے کہ آج کا منظر نامہ ماضی قریب کے منظر نامہ سے مختلف ہے لیکن ''**یکسر مختلف ہے**'' ایسا نہیں ہے آج بھی بہت سے اکابر اپنے اصاغر پر دست شفقت ورحمت رکھے ہوئے ہیں اور ہر ممکن تعاون کے لئے اپنا ہاتھ کھولے ہوئے ہیں۔ فقیر دوسروں کی بات کیا کرے خود اپنا

حال بیان کرتا ہے۔

فقیہ ملت علامہ مفتی **جلال الدین احمد** امجدی قدس سرہ تلمیذ صدر الشریعہ علامہ **سید مظہر ربانی** صاحب **قدس** سرہ، امام العلماء علامہ مفتی **شبیر حسن** رضوی **قدس** سرہ، استاذ العلماء علامہ **اعجاز احمد** ادروی علیہ الرحمہ، شیخ القرآن علامہ عبد اللہ خاں عزیزی علیہ الرحمہ اور خصوصاً شہزادۂ مفسر اعظم، نبیرۂ اعلیٰ حضرت آقائے نعمت، حضور تاج الشریعہ علامہ **مفتی محمد اختر رضا** قادری، ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی جو شفقت ورحمت اور نوازش وعنایت اس **فقیر** کے ساتھ رہی ہیں اسے دنیا جانتی ہے۔

اور موجود اکابر اہل سنت میں جس شخصیت کو میر کارواں کی حیثیت حاصل ہے یعنی حضور **محدث کبیر** دام ظلہ العالی، ماہر ہفت لسان علامہ **عاشق الرحمن** دام ظلہ العالی اور دیگر سر برآوردہ حضرات اکابر کی اس احقر کے ساتھ خصوصی عنایت اور مہربانی سب پر عیاں ہے۔

ہاں میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اب بعض حضرات علاقائی، مشربی، نسبی اور درسگاہی عصبیت کے بھنور میں پھنس گئے ہیں تو ایسے اکابر کے دستہائے عنایت ورحمت بھی کوتاہ ہو گئے ہیں۔ علاوہ ازیں اصاغر کی کوتاہ دامنی، طوطا چشمی، خود غرضی، بے وفائی دینی حمیت وغیرت کی کمی، حصول علم سے لاپرواہی اور جذبۂ خودنمائی وخود پسندی کے ساتھ رعونت وانانیت کے جراثیم نے بھی اکابر کی عنایتوں، شفقتوں اور نوازشوں سے دور رکھا ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ درسگاہوں میں علم کے ساتھ اکابر واصاغر کے مابین تعلقات وروابط کی نوعیت اور ان کی قدر واہمیت کو بھی اجاگر کیا جائے اور سچے اکابر کی عظمت وبزرگی دلوں میں بیٹھائی جائے اور بلا تفریق رنگ ونسل ہر سنی صحیح

العقیدہ عالم باعمل کی تعظیم کا درس دیا جائے۔ سچ یہ ہے کہ ع
جو ہوں پینے والے تو آج بھی وہی بادہ ہے وہی جام ہے

سوال (۲۳): اس حقیقت سے انکار بہت مشکل ہے کہ جہاں آپ کے اہل عقیدت کا بہت بڑا حلقہ ہے وہیں اہل عقیدت کے پہلو بہ پہلو حاسدین کی بھی ایک منظم جماعت ہے مگر خوشی اس بات کی ہے کہ حاسدین میں بظاہر بڑے نامی گرامی لوگ ہیں اس سے آپ کا قد بہت بلند ہوجاتا ہے، یہ بات بھی سچ ہے کہ آپ کے حاسدین دن کا اجالا تو چھوڑ یئے رات کی تاریکی میں بھی ذلیل ورسوا ہو رہے ہیں۔

آپ کے حاسدین کا کہنا ہے کہ آپ کے کسی عقیدت مند نے آپ کو حج پر جانے کے لئے رقم دی اور آپ حج پر نہیں گئے بلکہ ممبئ میں حج کے ایام گزار کر واپس آ گئے۔ کیا آپ اس حقیقت سے پردہ اٹھانا پسند کریں گے؟

جواب (۲۳): یہ بات تو وہی لوگ بتائیں گے کہ میرے کس معتقد نے مجھے رقم دی اور میں حج کرنے کی بجائے ممبئ سے گھوم ٹہل کر واپس چلا آیا۔ ایک عام مؤمن بھی ایسی حرکت نہیں کرسکتا ہے کہ اسے زیارت حرمین شریفین کا موقع ملے تو بجائے حرمین طیبین اپنے ہی ملک میں ٹہل کر گھر واپس آجائے معاذ اللہ رب العلمین! چہ جائیکہ کوئی عالم۔

لیکن برا ہو حسد اور جلن کا کہ انسان کو انسان نہیں رہنے دیتا بلکہ لباس انسانیت اتار دیتا ہے۔ اللہ تعالی لوگوں کی اصلاح فرمائے۔

اگر اس بات کے قائلین کے پاس کوئی شرعی ثبوت ہو تو اسے پیش کریں تا کہ حق

وباطل اور صحیح وغلط میں امتیاز ہو جائے مگر میں جانتا ہوں کہ ایسے لوگ قیامت تک سامنے آنے کی جرأت نہیں کر سکتے ہیں۔

۲۰۱۲ء کا واقعہ ہے کہ میرے ایک مخلص نے مجھ سے کہا کہ امسال حاجی اقبال احمد احمد آباد کے ٹور کمپنی سے پرائیوٹ طور پر حج کو چلنا ہے۔ میں نے حاجی اقبال احمد کو اپنا اور آپ کا زادراہ بھی دے دیا ہے آپ اپنا پاسپورٹ بھیج دیں میں نے انہیں اپنا پاسپورٹ بھیج دیا، سفر پر روانگی کی تاریخ قریب آئی انہوں نے مجھے اپنے دولت کدہ پر بلایا پھر ہم دونوں ممبئی پہونچے دو ہفتہ ممبئی رہنے کے بعد معلوم ہوا کہ حاجی اقبال احمد نے تقریباً سولوگوں کا پیسہ لے لیا ہے جن میں کیرلا کے پچاس افراد ہیں اور کچھ دیگر مقامات کے ہیں اور ان میں کسی کا ویزا نہیں مل سکا ہے۔ متعدد لوگ ایرپورٹ سے واپس ہو چکے ہیں اور حاجی اقبال احمد نے سب کے ساتھ دھوکہ اور فریب کر دیا ہے لوگوں کا پیسہ لے کر فرار ہو گیا ہے اس جانکاہ خبر سے دل ودماغ بے حد متاثر ہوا اور ساری خوشیاں رنج وغم میں بدل گئیں۔ ممبئی کے بعض مخلصین نے تسلی دی اور وہ ہر ممکن تگ ودو میں لگ گئے حکمرانوں سے رابطہ کیا وزرا کے دروازے کھٹکھٹائے، باباؤں سے دعائیں کرائیں، مزارات پر حاضریاں دیں۔

غرضیکہ جس سے جو ہو سکا طبع آزمائی شروع کر دی اور ہر روز دلاسہ، تسلی اور صبر وسکون کی باتیں کرتے حتی کہ ماہ ذی الحجہ کا چاند طلوع ہو گیا راقم اپنی حالت کیا بیان کرے دیکھنے والوں سے معلوم کر سکتے ہیں۔

حاجی اقبال احمد جیسے مکار اور دغاباز سے ملاقات کرنے کے لئے ایک کرم فرما نے ممبئی سے احمد آباد کا سفر کیا مگر حاجی اقبال نے اسے زبردست دھمکی دے کر واپس کر دیا ہر سمت سے ناامیدی کا اندھیرا اور مایوسی کی گھنگھور گھٹا نے آگھیرا اور قلب وجگر کی

کیفیت یہ ہوئی کہ ؎

فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی پگھل جاتا

ان حالات میں گھرا تھا کہ میرے ایک قدیم معتقد نے کیرلا منسٹری آفس سے کوشش شروع کی کچھ امید کی کرن نظر آئی تو کیرلا کا سفر ہوا مگر ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا اور حج کی تاریخ گزر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں نے اپنا قصہ دردِ دل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ کو سنایا۔ بعض کرم نواز علما کو بتایا سبھوں نے تسلی دی اور بہت ساری دعاؤں سے نوازا۔

جب ساری محنت اور جد وجہد کے بعد بھی کوئی راہ نہ نکل سکی تو سکون قلب کے لئے عمرہ میں جانے کی کوشش کی اور پھر اللہ بزرگ و برتر کے کرم سے فوراً عمرہ کی تیاری کی اور حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی اور پھر آنے والے سال اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہوا فللہ الحمد

قصہ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم

اس وقت اہل علم کا ایک طبقہ علمائے حق کی کردار کشی پر تلا ہوا ہے اور افترا و بہتان ، کذب ودروغ اور مکر وفریب کی تمام حدیں پار کر کے اپنی شقاوت کا مظاہرہ کر رہا ہے ۔اسی طبقے نے یہ کہانی گڑھی کہ فلاں حج کا پیسہ لے کر ہضم کر گیا فلعنۃ اللہ علی الکاذبین

سوال (۲۴): آپ کی شخصیت میں بڑی شفافیت اور مقناطیسی ہے ۔عہد حاضر میں اگر نائبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست تیار کی جائے تو آپ کی ذات بہت ساری جہات سے ممتاز نظر آتی ہے، فقہ اور اس کی جزئیات پر آپ کی گہری نظر

ہے،مناظراتی دنیا پرآپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے،درسیات میں آپ اپنا جواب نہیں رکھتے ان ساری خصوصیات کے باوجود آپ بہت سارے مقدمات میں ماخوذ ہیں آپ کے اہل عقیدت اس کی تفصیلات جاننا چاہتے ہیں۔

جواب (۲۴): ایک بات واضح کردوں کہ بحمدہ تعالی میرا کسی سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے میری جائے پیدائش محلہ بدھیانی خلیل آباد اور جائے خدمت دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی میں آکر جو چاہے تحقیق کر لے۔

ہاں جو لوگ مسلمان ہو کر یا عالم کہلا کر شریعت کا مذاق اڑاتے ہیں خود بھی گمراہی میں پڑتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں میں ان کی مخالفت کرتا ہوں اور تحفظ شریعت کے لئے حتی الامکان کوشش کرتا ہوں اب کھلی ہوئی بات ہے کہ جن لوگوں کے پاس سچائی کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے وہ دل کا بخار اتارنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنے میں اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں۔راقم الحروف کے ساتھ یہی ہو رہا ہے

چندسال پیشتر میرے محلہ کے ایک شر پسند خائن اور بد دیانت شخص ماسٹر حبیب اللہ عزیزی نے ''عبید اللہ اعظمی'' کو محلہ کے ادارہ میں ہونے والے جلسہ میں مدعو کیا جب مجھے خبر ملی میں نے اسے سمجھایا اس نے چند دن بعد جواب دینے کو کہا اور پھر جواب دیا کہ

''سربراہ اعلی صاحب جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے کہا ہے کہ میں عبید اللہ کو لاؤں گا۔وہ آئیں گے اس لئے اب میں کچھ نہیں کرسکتا ہوں''

میں نے ''اعظمی'' کے کفریات اور علمائے حق کی طرف سے اس پر لگے فتوی کو

''غوثیہ جامع مسجد محلہ بدھیانی''میں جمعہ مبارکہ کے دن پڑھ کرسنایا جس کا اثر یہ ہوا کہ آبادی کی اکثریت نے''عبیداللہ'' کی آمد کے سبب سے جلسے کا بائیکاٹ کر دیا۔

''عبیداللہ'' کے حامیوں نے تلملا کر میرے خلاف گورنمنٹ کے تمام خفیہ محکموں میں درخواست دی جس میں مجھ پر دہشت گردی کرنے اور دنیا کی دہشت گرد تنظیموں سے مالی تعاون لینے اور ملک میں دہشت گردی پھیلانے اور لوگوں کو حکومت کے خلاف ورغلانے کا الزام لگایا۔خلیل آباد سے دلی تک تمام سیاسی اثر ورسوخ استعمال کئے گئے اور مجھے جیل بھجوانے کی جان توڑ کوشش کی گئی مگر ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

گورنمنٹ کے جن افسران نے تحقیق وتفتیش کی سب نے راقم کے ہی حق میں گفتگو کی اور صحیح صورت حال سے گورنمنٹ کو آگاہ کر دیا۔

مخالفین کا جذبۂ عناد اور جوش انتقام ایسا زبردست تھا کہ ان کو خاموش نہیں ہونے دیا اور منصوبہ بند طریقے سے آبادی کے درمیان مار پیٹ کرایا اور مجھ پر ڈاکہ زنی وغیرہ کے چند فرضی مقدمات کر کے جیل بھجوانے کی جان توڑ کوشش کی مگر اب تک وہ لوگ ذلت ورسوائی کے علاوہ کچھ نہ پا سکے۔

یہ سب کچھ مٹھی بھر ان رہنماؤں کی سربراہی میں ہو رہا ہے جو دوسروں کو دعوت اسلامی دینے کے لئے مختلف بلاد وامصار کا دورہ کرتے ہیں اور جدید سے جدید مسائل کا حل پیش کرنے کے لئے بے تاب رہتے ہیں۔مزید تفصیل کے لئے مشہور کتاب مسمی بہ''بہتے آنسوں'' کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

سوال (۲۵): جماعت میں ظاہری وباطنی عقل کے اندھوں کی کبھی کمی نہیں رہی ان کا سارا وقت بے سند باتوں کو ہوا دینے میں گزتا ہے ان کی زبان وقلم سے معاصرین چھوڑیئے اسلاف واکابر کی شخصیات بھی محفوظ نہیں ۔بعض عقل کے اندھوں کا یہ الزام ہے کہ حضرت مولانا اعجاز ادروی علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کی محفل میں بعض نادانوں کے عمل سے جوشدید اضطراب پھیل گیا تھا اس میں آپ کا ہاتھ ہے

ہم آپ سے اس کی تفصیلات جاننا چاہتے ہیں تاکہ نادانوں کی غیر سنجیدہ حرکات تاریخ کا حصہ بن جائیں۔

جواب (۲۵): یادگار اسلاف ،استاذ العلماء علامہ اعجاز احمد قادری ،رضوی قدس سرہ سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم تدریس الاسلام بسڈ یلہ ضلع سنت کبیر نگر میرے دادا استاذ اور بڑے کریم وشفیق مشیر ورہبر کی حیثیت رکھتے تھے ،امام العلماء علامہ مفتی شبیر حسن رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم پر میں نے آج سے پندرہ سال قبل ان کی سوانح حیات بنام ’’تذکرۂ علامہ اعجاز احمد ادروی‘‘ لکھی اور ان کی دینی خدمات کو قلمبند کر کے قوم کے سامنے پیش کیا جس کے سبب باشندگان موضلع بسڈ یلہ اور اراکین ادارہ میں راقم کی محبت اور قدر کو حصہ ملا ۔اہل بسڈ یلہ نے متعدد موقع پر خطاب کے لئے خصوصًا مسلک اعلی حضرت کی نشر واشاعت اور اعلی حضرت قدس سرہ پر ہونے والے حملوں کے دفاع کی خاطر مدعو کیا اور میں نے اپنی حیثیت کے مطابق اپنا کام کیا جس کے نتیجہ میں وہاں کے لوگوں سے رابطہ اور مضبوط ومستحکم ہو گیا۔

علامہ اعجاز احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کافی دنوں سے علیل چل رہے تھے اور اپنی

صاحبزادی کے گھر موضع گاہی ضلع گورکھپور میں قیام پذیر تھے ایام علالت میں ان کی عیادت کے لئے میں موضع گاہی بھی گیا حضرت کا وصال بھی وہیں ہوا خبر پا کر میں وہاں پہنچا اور اہل خانہ کی تعزیت کی۔

حضرت کے نواسے عزیز گرامی مولانا احمد رضا عرف گڈو مولانا خطیب وامام غوثیہ مسجد جری مری ممبئ اور حضرت کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محفوظ الرحمن صاحب خطیب وامام ناریل واڑی مسجد ممبی واستاذ دار العلوم محمدیہ ممبی بھی موجود تھے۔

حضرت کا جنازہ مبارکہ کی زیارت کے بعد میں نے مولانا احمد رضا صاحب سے کہا کہ حضرت بڑے ذی شان عالم تھے آپ کا جنازہ عام لوگوں کی طرح رکھا ہوا ہے بہتر ہے کہ سر پر عمامہ سجادیا جائے اور اغل بغل میں پھول رکھدیا جائے۔مولانا موصوف نے کچھ دیر کے بعد مجھے بلایا اور کہا یہ عمامہ ہے باندھ دیجئے۔میں نے کہا مولانا محفوظ صاحب سے کہیں مولانا محفوظ صاحب کمرہ میں داخل ہوئے اور عمامہ کو دیکھ کر کہا کہ کیا یہ جائز ہے؟ میں نے کہا باندھ دیں باتیں بعد میں ہوجائیں گی چنانچہ ہم دونوں نے مل کر عمامہ باندھا اور کچھ دیر کے بعد میں وہاں سے واپس ہوگیا۔

جس وقت نماز جنازہ ہونے کا اعلان تھا اس سے تقریباً تین گھنٹے قبل مجھے یہ اطلاع ملی کہ حضور محدث کبیر،شہزادۂ حضور صدر الشریعہ،ممتاز الفقہاء علامہ الحاج ضیاء المصطفی قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نائب قاضی القضاۃ فی الہند گھوسی شریف ضلع مئو بسڈ یلہ تشریف لا چکے ہیں۔میں نے حضرت علامہ مفتی محمد عزیر عالم صاحب قبلہ دام مجدہ صدر المدرسین دار العلوم بسڈ یلہ کو فون لگا کر حالات معلوم کئے اور حضور محدث کبیر سے متعلق خیریت دریافت کی اور پھر نماز ظہر سے کچھ پہلے میں بھی

بسڈیلہ پہنچ گیا۔

لوگوں نے حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کی قیام گاہ پر مجھے پہنچا دیا شرف لقا حاصل کیا اور حضرت کے قدموں میں بیٹھ گیا وہیں ہال کمرہ میں حضور والا کی اقتدا میں نماز ظہر ادا ہوئی۔

نماز ظہر کے بعد نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جائے نماز پر جانے کی تیاری ہونے لگی اتنے میں شہزادۂ حضور خطیب البراہین حبیب العلماء حضرت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمن صاحب قبلہ رضوی مدظلہ العالی نے کہا کہ ابھی لوگ آ کر حضور محدث کبیر کو لے چلیں گے اعلان ہو گیا ہے کہ حضرت محدث کبیر نماز جنازہ پڑھائیں گے تو اطمینان رکھیں جب وقت ہوگا چلا جائے گا۔

ہم لوگ حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کی خدمت میں بیٹھیں رہے کچھ دیر بعد چند حضرات آئے اور جائے نماز پر چلنے کو کہا اور پھر ہم سب لوگ حضور محدث کبیر کے ساتھ چل پڑے اور جہاں جنازۂ مبارکہ رکھا ہوا تھا پہنچ گئے وہاں ازدہام کثیر تھا مجمع میں عوام وخواص خصوصا علمائے اشرفیہ مبارکپور اور متعدد جلیل القدر علما موجود تھے اور سب کا حال یہ تھا کہ ع

آنکھیں نم ہیں تری یاد میں جانے والے

حاضرین میں حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کی تشریف آوری سے خوشی محسوس کی گئی ابھی ہم لوگ کھڑے ہی تھے کہ کسی شخص نے حضور محدث کبیر کو جنازہ مبارکہ کے پاس پہونچا دیا اور آخری زیارت ہونے لگی حضور محدث کبیر نے مجھے یاد فرمایا دیکھا تو آپ کے ہاتھ میں عمامہ تھا جو کسی نے علامہ اعجاز احمد علیہ الرحمہ کے سر پر باندھنے کے لئے دیا تھ مجھے بھی عمامہ باندھنے میں حصہ لینے کا حکم ملا۔ چنانچہ ہم

دونوں نے عمامہ باندھ دیا اور دوسری طرف آ گئے۔

کچھ دیر بعد علامہ مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے جناب ممتاز صاحب نے مائک پر جا کر کہا میری خواہش ہے کہ میرے بڑے بھائی مولانا محفوظ صاحب نماز جنازہ پڑھائیں اور پھر مولانا محفوظ صاحب نے مائک پر جا کر کہا کہ اگر حضور محدث کبیر اجازت دیدیں تو میں نماز جنازہ پڑھادوں۔حضور محدث کبیر نے اجازت دی اور پھر مولانا محفوظ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

جب تدفین کے بعد بھیڑ ختم ہوگئی تو حضور محدث کبیر قبر پر تشریف لے گئے ساتھ میں میں بھی گیا ابھی حضور محدث کبیر دعا فرما رہے تھے کہ مولانا محفوظ صاحب بھی آ کر شریک دعا ہو گئے بعد دعا مولانا محفوظ صاحب بے ساختہ حضور محدث کبیر کے قدموں پر گر پڑے اور زار وقطار رونے لگے حضرت نے تسلی دی اور دعا فرمائی اور رخصت کی اجازت لی۔

مولانا محفوظ صاحب حضور محدث کبیر کی دست بوسی کے بعد میرے پاس آئے اورفرمانے لگے۔

''مولانا میں بہت مجبور ہو گیا تھا میں نے نہیں چاہا کہ میرے والد کی نماز جنازہ اختلاف کا شکار ہوجائے آپ میری طرف سے حضور محدث کبیر سے معافی مانگ لیں میں نے نماز جنازہ مجبور ہوکر پڑھائی ہے''

میں نے جواب دیا

''کوئی بات نہیں جو ہوا وہ ہوا اسے جانے دیجئے اور اگر معافی مانگنی ہے تو آپ خود کہہ لیں''

اس کے بعد ہم لوگ نماز مغرب کے لئے مسجد گئے حضور محدث کبیر کی اقتدا میں

نماز ادا کی گئی اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے

ابھی تک مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کے نام کا اعلان کس نے کرایا اور کس نے کیا اور کس نے یہ پروگرام بنایا کہ نماز جنازہ حضور محدث کبیر پڑھائیں گے

مگر تخریب کاری کرنے والوں کا ایک گروہ اپنی دیرینہ روش پر چلتے ہوئے راقم کو بدنام کرنے میں لگ گیا۔

چنانچہ چند دن بعد محب محترم حضرت مولانا حافظ وقاری عبد القدوس نظامی صاحب استاذ دارالعلوم محمدیہ ممبی کا فون آیا دوران گفتگو انہوں نے کہا کہ مجھے آپ سے دو باتیں معلوم کرنی ہیں۔ میں نے کہا ضرور پوچھیں

انہوں نے کہا کیا آپ نے یہ اعلان کرایا ہے تھا کہ علامہ اعجاز احمد صاحب کی نماز جنازہ محدث کبیر پڑھائیں گے؟ میں نے کہا مجھے قطعاً اس کی خبر نہیں ہے کہ کس نے اعلان کرایا اور کس نے کیا جو میرا نام لے رہا ہے وہ ثبوت دے ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

انہوں نے کہا کہ مولانا محفوظ الرحمن صاحب نے دار العلوم کے اساتذہ کے سامنے یہ بیان دیا ہے کہ ”مولانا اختر حسین نے ابا کی نماز جنازہ کے لئے محدث کبیر کا اعلان کرا کے فتنہ پیدا کر دیا اور ان کو عمامہ بندھوا دیا“

میں نے کہا جہاں تک اعلان کی بات ہے وہ سراسر غلط اور جھوٹ ہے اور مجھ پر تہمت ہے۔ ہاں! عمامہ ضرور باندھا گیا ہے جس میں میں بھی شریک تھا مگر کیا یہ ناجائز ہے؟

مولانا عبد القدوس صاحب نے کہا جائز ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

میں نے ہنس کر کہا کہ عالم اسلام کی نادرونایاب شخصیت حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کا اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھنا ہی میرے نزدیک سب سے بڑا ثبوت ہے، ہاں! مزید تسلی کے لئے ''فتاوی امجدیہ جلد اول'' دیکھ لیں

مولانا نظامی صاحب کی گفتگو سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ آئندہ بھی کچھ شگوفے کھلائے جاسکتے ہیں۔

دن گزرتا رہا اور پھر علامہ اعجاز احمد صاحب کے ''چہلم'' کی تاریخ آگئی آبادی کے لوگوں نے مجھ سے خصوصی خطاب کے لئے اپنی خواہش ظاہر کی میں نے قدیم روابط کے پیش نظر ان کی فرمائش کی تکمیل کا وعدہ کرلیا اور نماز عشا کے قریب تدریس الاسلام بسڈیلہ پہونچ گیا۔

کچھ دیر بعد حضرت العلام مفتی محمد عزیر عالم رضوی صاحب صدر المدرسین تدریس الاسلام بسڈیلہ اور گرامی مرتبت مولانا خورشید احمد صاحب استاذ تدریس الاسلام تشریف لائے اور فرمایا کہ فلاں فلاں کا بیان اور آپ کا خصوصی خطاب ہوگا ۔وقت پر اسٹیج پہنچ جائیں گے تو ٹھیک رہے گا اور میں اسٹیج پر چل رہا ہوں یہ کہتے ہوئے یہ حضرات چلے گئے۔

رات بارہ بجے کے قریب محب گرامی حافظ شمس الحق صاحب استاذ تدریس الاسلام نے چند احباب کے ساتھ قیام گاہ پر آکر جلسہ گاہ میں چلنے کو کہا اور پھر میں اسٹیج پہنچ گیا۔

ابھی میرا اعلان ہوا ہی تھا کہ مبارکپور سے آئے ہوئے لوگ پوری جمیعت کے ساتھ اسٹیج پر پہنچ گئے ۔مولانا شمس الہدی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اناؤنسر کے قریب بیٹھے جہاں مولانا محفوظ الرحمن صاحب بھی تشریف فرما تھے۔

کچھ دیر کے بعد میری تقریر کا اعلان ہوا اور میں مائک پر پہنچ گیا مولانا محفوظ الرحمن صاحب نے دوبار مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ سربراہ اعلی صاحب تشریف فرما ہیں ان سے مصافحہ تو کرلیں مگر میں نے یہ کہتے ہوئے مائک سنبھال لیا کہ ابھی مائک پر سب سے سلام ہو جائے گا۔اور پھر سلام کر کے تقریر شروع کردی درمیان تقریر اعلی حضرت قدس سرہ اور مرشدی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا تذکرہ چھیڑ دیا ۔جو بعض لوگوں پر شاق گزرنے لگا اور چہ میگوئی شروع ہوگئی حتی کہ مولانا محفوظ الرحمن صاحب نے فرمایا کہ مولانا! آپ بیٹھ جائیں۔

میں نے آخر میں میت کو عمامہ دینے کے مسئلہ کو بیان کر کے تقریر ختم کردی اور اپنی جگہ لے لی۔اتنے میں مولانا محفوظ صاحب نے مائک پر آکر پر جلال لہجے میں خطاب شروع کردیا اور فرمایا

''مولانا اختر صاحب! آپ جانتے نہیں ہیں ابھی آپ کی عمر کم ہے ہم لوگوں نے سرکار مفتیٔ اعظم ہند کی خدمت کی ہے،مسلک اعلی حضرت ہماری گھٹی میں پلایا گیا ہے وغیرہ وغیرہ

ان کی اس بے محل گفتگو سے مجمع میں انتشار پیدا ہوگیا اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ مولانا محفوظ صاحب کو تاج الشریعہ کا ذکر خیر بھایا نہیں

بالآخر ذمہ داران ادارہ میں سے کچھ حضرات نے اسٹیج کے سامنے آکر مولانا محفوظ صاحب کو مائک سے ہٹادیا اور انہیں بیٹھنا پڑا اس افراتفری کے ذمہ دار کون لوگ ہیں وہاں موجود تمام افراد اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے راقم سر جھکائے اپنی جگہ بیٹھا تھا۔

اناؤنسر نعت پڑھنے کے لئے محمد علی فیضی کو آواز دی ،فیضی صاحب نے نعت

شروع کی اور پھر ''مسلک اعلی حضرت زندہ باد'' اور ''بستی بستی ،قریہ قریہ،تاج الشریعہ ،تاج الشریعہ'' کا نعرہ گونجنے لگا۔

اسٹیج پر موجود مولانا شمس الہدی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ پہلے سے ہی اپنی ذہنیت مخصوصہ کا مظاہرہ کر رہے تھے اور غیر دانشمندانہ حرکت اپنا رہے تھے مگر فیضی صاحب نے جونہی یہ جملہ کہا کہ:

''مفتی اختر حسین اور حضور تاج الشریعہ کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کی جائے گی''

مولانا شمس الہدی صاحب نے اٹھ کر مائک چھین لیا اور بے قابو انسان کی طرح حرکتیں کرنے لگے جس پر پورا مجمع مولانا مصباحی پر نفرتیں کرنے لگا اور ہر چہار جانب سے ''اسٹیج سے اترو'' کی آواز گونجنے لگی۔نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا شمس الہدی صاحب کو اسٹیج سے جانا پڑا ان کی رفاقت کا حق ادا کرتے ہوئے کچھ دیگر حضرات بھی اسٹیج سے چلے گئے۔

پھر مجمع پر سکون ہوا اور نعت ومنقبت کا سلسلہ چلا مفتیٔ کرناٹکہ حضرت علامہ مفتی انور علی مصباحی، حشمتی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کا خطاب ہوا جس میں انہوں نے ان ذلیل حرکتوں کی مذمت کی اور میرے خطاب کی تائید کی۔

ان کا بیان ختم ہوا تو مجمع سے آواز آنے لگی کہ مفتی اختر حسین کی تقریر ہو ہزار انکار کے باوجود مجھے پھر تقریر کرنی پڑی اور صلاۃ وسلام کے بعد ایصال ثواب ہوا۔

علامہ اعجاز احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ سے لیکر فاتحہ چہلم تک کی یہ داستان پڑھ کر آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ دسیسہ کاری اور فریب دہی کی یہ سوداگری کس طرح انجام دی جارہی ہے اور قوم کو کیا پیغام دیا جارہا ہے۔

الٰہی ! یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

سوال (٢٦): پیغام رضا مذہب اہل سنت کا ترجمان اور مسلک **اعلیٰ حضرت** کا نقیب و پاسبان ہے۔اس نے جہاں مذہبی قدروں کے تحفظ میں اہم رول ادا کیا ہے وہیں تعاقبی ادب کوفروغ بھی بخشا ہے اس کے قارئین کا حلقہ بہت وسیع ہے۔کیا آپ پیغام رضا کے رول سے مطمئن ہیں؟ کیا آپ پیغام رضا کے قارئین کے نام کوئی پیغام دینا پسند کریں گے؟

جواب (٢٦): ''**پیغام رضا**''اسم بامسمی یعنی واقعی رضا کا پیغام ہے اس رسالہ کے ذریعہ سیدنا امام احمد رضا قادری ، بریلوی قدس سرہٗکی سچی اور پاکیزہ تعلیمات کوملت اسلامیہ تک پہونچانے کی قابل قدر خدمت دی جارہی ہے۔اس رسالہ کی جتنی کا پیاں میرے مطالعہ سے گزریں سب کوافکار رضا سے مزین پایااور ساتھ ہی مخالفین مذہب ومسلک کا سنجیدہ علمی تعاقب اور گستاخان اکابر واسلاف کا مسکت جواب بھی دیکھا۔

رسالہ کے مدیرمحترم حضرت مولانا **رحمت اللہ صدیقی** صاحب زیدمجدہ مسلک اعلیٰ حضرت کی تائیدوتصدیق کے حوالہ سے اپنے **جدکریم** کا فیض رکھتے ہیں اورمخالفین واعدائے دین کے حوالہ سے اپنے **جدکریم** کے ارشادقہری ''امصص بذراللات'' کی کرن سے مستفیض دکھائی دیتے ہیں وہ ادیب بھی ہیں اورمؤدب بھی اور **ڈاکٹر اقبال** کے درج ذیل شعر کے مصداق بھی ہیں ؎

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق وباطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

ایسے باکمال شخص کی ادارت میں نکلنے والا رسالہ کو صرف پڑھا ہی نہ جائے بلکہ اسے مالی تعاون بھی دیا جائے بلکہ دامے درمے سخنے قدمے ہر جہت سے اس کا ساتھ دیا جائے اور اسلام وسنیت کے فروغ میں حصہ لیا جائے۔

فقط والسلام

۱۹؍محرم الحرام ۱۴۴۲ سنہ ھ مطابق ۸؍ستمبر ۲۰۲۰ سنہ ء
بروز منگل بر غربت کدۂ خود واقع محلہ بدھیانی خلیل آباد سنت کبیر نگر (یو، پی)

حالات کے تناظر میں "تاج الفقہا" سے لیا گیا ایک انٹرویو کا مجموعہ

بنام

فکرِ امروز

سائل

مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی

مجیب

تاج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری



الجامعة الرضويه

مغلپورہ

تاج الفقہا اکابرین کی نظر میں

- حضرت مولانا محمد اختر حسین قادری صاحب جماعت اہلسنت کے معتمد اور ممتاز عالم دین ہیں۔

(تاج الشریعہ قدس سرہٗ)

- عزیزم (مفتی اختر حسین قادری کے اندر) فقہ اسلامی سے دلچسپی اور امت مسلمہ کے سامنے درپیش مسائل حل کرنے کی فکری صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔

(حضور فقیہ ملت قدس سرہٗ)

- مفتی صاحب موصوف بہت متدین ومحتاط اور متبحر عالم دین ہیں بلند پایہ محقق ومدرس ہیں۔

(محدث کبیر دام ظلہ العالی)

- میں نے فاضل جلیل القدر وفقیہ رفیع المرتبت مفتی اختر حسین قادری صاحب سلمہ کے فتاویٰ کے کئی ابواب ملاحظہ کئے مجھے ان کے صحیح ہونے میں شک نہیں میں نے ان کے فتاویٰ میں آداب افتا کی بھرپور رعایت پائی۔

(ماہر ہفت لسان علامہ عاشق الرحمٰن قدس سرہٗ)

- اس زمانہ میں ایک مفتی کے اندر جتنے اوصاف ہونا چاہئے بحمدہ تعالیٰ آپ میں سب موجود ہیں، ایک عظیم مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے ایک متکلم اور مناظر بھی ہیں۔

(امام العلما مفتی شبیر حسن رضوی قدس سرہٗ)

AL-JAMIATUR RAZVIA
Mughalpura, Patna-8